رساله

فاتح الابصار

تالیف حضرت قدوۂ اولیای کبار زبدۂ علمای اخیار سر اللہ الاکبر سیدنا و مولانا

حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ الاطہر

معہ ترجمہ و تحشیہ

از خلف سلف الاثر جناب مولانا مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ اللہ العلی الاکبر

در مطبع سرکاری ریاست رامپور طبع شد

فہرست کتاب ہذا

مضمون

حمد و نعت و سبب تالیف رسالہ

پہلا مسئلہ۔ قیامت میں خدا کا دیدار اور ملاقات کیونکر ہوگی۔

دوسرا مسئلہ۔ اشیا کی معرفت کیونکر حاصل ہوتی ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ نسبت وجد کی حقیقت کیا ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ خدا کون ہے۔

پانچواں مسئلہ۔ محمد رسول اللہ جسکو حقیقت محمدی کہتے ہیں کیا ہے۔

چھٹا مسئلہ۔ جبرئیل کہاں سے ہیں۔

ساتواں مسئلہ۔ آنحضرت صلعم کو شب معراج عرش پر لیگئے یا عرش کو انکے پاس لائے

آٹھواں مسئلہ۔ آنحضرت صلعم کو خلق سے کیونکر برگزیدہ کرکے اپنا حبیب بنایا اور کس لئے انکا نور آدم میں رکھکر دوسروں کو محروم کردیا۔

نواں مسئلہ۔ اگر مسئلہ وحدت وجود حق ہے تو عذاب و ثواب کیا ہے

دسواں مسئلہ۔ اگرچہ ایسے صاحب وحدت وجود کے قائل ہیں تو ناقص و کامل کا فرق بیان فرمائیں پس فرق انبیا و اولیا میں کیا رکھنا چاہیے۔

گیارہواں مسئلہ۔ اس قول کے کیا معنی ہیں کہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا اور جو اکثر دعاؤں میں وارد ہے کہ پاک ہے وہ ذات جسکی ذات صفات میں مخلوقات کے ظہور سے کوئی تغیر نہیں پیدا ہوا اور جسنے اپنے نفس کو پہچانا اسنے اپنے پروردگار کو پہچانا۔ اسکا کیا مطلب ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحانك یا من هو لا تدركه الابصار
وهو یدرك الابصار وهو اللطیف الخبیر
والصلوٰة علی محمد نور الانوار وكاشف
الاسرار بشیر ونذیر وعلی آله واصحابه الذین
هم كاظم انوار سید الابرار واولیائه العظام
الاخیار وانهم بالسلام جدیر

امّا بعد از مدتے كوكب این تمنا بر سپهر
فرو رشها داشت بدر كامل این آرزو بر چرخ
دل تیافت كه تحریرے شافی در بیان مسائل چند
برنگارم و دام تقریرے وافی در رام كردن این
وحشیان قلبی بگسترانم خصوصاً پرتو چراغ رویت
باری را كه در شبستان علم تجلی نموده بود احتیاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاک ہے وہ جسکا ادراک آنکھیں نہیں کرسکتیں اور
وہ ابصار کا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف خبیر ہے
اور درود حضرت محمد صلعم پر جو نور الانوار اور اسرار
کے کھولنے والے اور بشارت دینے اور خوف دلانے
والے ہیں اور انکی اولاد و اصحاب پر جو آنحضرت صلعم
کے انوار سے منور ہیں اور انکو اولیا امت پر جو بزرگ بہتر اور لائق سلام کے ہیں

اما بعد ایک عرصہ سے اس خواہش کا تارہ میرے
آسمان قلب پر روشن اور اس آرزو کا بدر کامل
دل کی چرخ کے آسمان پر جلوہ فگن تھا کہ ایک عمدہ تحریر
چند مسائل کے بیان میں لکھوں اور دام تقریر ان
وحشیان قلبی کو مسخر کرکے پھیلاؤں خصوصاً پرتو چراغ رویت
باری کو جو میری شبستان علم میں اجالا پھیلایا اس سے صفحہ

قرطاس سازم شاید که تذکرهٔ این جسمانیات رفته
رفته باحسانِ روحانی کشد و بصارت مرا از تنگنای
مکان بوسعتکدهٔ دیدارِ بے کیف و لامکان برد —
بِلّٰه الحمد والمنّه که بعد از سعیِ بلیغ و جهدِ وافر بخواهش
و فرمایش بعضے از احباب پریزادان تمنا را بافسونِ
قلم تسخیر کشیدم و صور آنکه وحشیانه پیرامون خاطر
میگردیدند بکلامِ تحریر و تصویر در آوردم فرق کلهای
تحقیقی اند که در دامنِ ورق ریخته زرها در بوته گداختم
و بشکل تفصیلی اند که در گلوی قلم آویختم امید که حسنِ قبول
بینندگان مرا بخطاب کان سعیکم مشکورا
نوازد و حق شناسی عزیزان نیازمند را بنوید هل
جزاء الاحسان الا الاحسان سرفراز سازد
مسائلیکه بنگارش آنها پرداختم در آیات بیان آن
در میان اطلاع افراخته شکل و بیان چند مسئله
نام این رساله فاتح الابصار گردانید
بصیرت شاید با بصاران را با سبب البصیرت قرب
نوازد یا اللّهم نور قلبی کما جعلت اسمی
بافواه الاشرف المدعو بالانور
الکبریت ابی باسم انسامی شاه علی اکبر خلیفه
جدی شاه حیدر علی قلندر و حضرت

کاغذ روشن کرون شاید که ان جسمانیات کا تذکرہ
مجکو احسانِ روحانی اور میری بصارت کو تنگنائے
مکان سے وسعتکدہ دیدارِ بے کیف لامکان کیطرف
لیجاے خدا کا شکر و احسان ہے کہ انتہا کی کوشش کے
بعد بعض دوستون کی خواہش و فرمایش سے
پریزادانِ تمنا کو بیشتر افسونِ قلم سے مسخر کیا اور آن
وحشی صورتونکو جو میرے دل مین پھرتی رہتی تہین تحریر
تصویر کے کلام مین لے آیا نہین بلکہ وہ کلہائے تحقیق
ہین جنکو دامنِ ورق مین بکہیر کر زر خالص کیطرح
مین ڈالا اور انکی تفصیلی شکلین بناکر گلوی قلم مین پہنا دیا
بھی امید ہے کہ ناظرین کا حسنِ قبول مجکو کان سعیکم
مشکورا کے خطاب سے سرفراز اور مخلصین کی حق شناسی
نیازمند کو هل جزاء الاحسان الا الاحسان
کی خوشخبری سے ممتاز کرے جن مضامین کے بیان کرنیوالا ہون
وہ چند مسائل ہین اور اس رسالہ کا نام فاتح الابصار
ہے تاکہ اس سے نابیناؤں کو بصیرت نصیب اور بینائی والوں
کو ربّ البصیرت قرب حاصل ہو۔ خداوندا میرے قلب
جسطرح میرا نام تونے لوگون مین علی انور مشہور کیا اور مجکو
ہمنام کیا حضرت جد والد کے بنام نامی (حضرت)
شاه علی اکبر خلیفه جد بزرگ حضرت شاه حیدر علی قلندر

احسان بجا آوری عبودیت با مشاهده ۱۲ ... مشکور ہوئی ۱۲ ... احسان کا بدلہ بجز احسان کیا ہے ۱۲

اوستاذی و مولائی شاہ تقی علی الکاظمی
روح اللہ روحہما و اوصل الینا فتوحہما۔

مسئلہ اوّل رویت باری ولقائے او در قیامت
چگونہ خواہد شد جواب اینجا سہ فصل اند

فصل اوّل این مسئلہ در رسالۂ در مصنفہ حضرت
سرمایۂ علم و ہنر مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
بتفصیل مستوفی مرقوم ہست عجالۃ الوقت آنست کہ متفق
علیہ اہل سنت و جماعت است کثرہم اللہ جماعتہم
کہ دیدار الٰہی در جنت بے جہت خواہد شد یعنی بغیر لون
و شکل و بے اندازہ و جہت تصویر این کلام محققان اہل کشف
مفصل بچند وجہ بیان کردہ اند چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب
در جواب سائلی تحریر فرمودہ اند کہ حکیم ابو نصر فارابی در
کتاب فصوص خود میگوید کہ انکشاف شی گاہی بوجہ
جزئی شخصی میباشد وگاہی بوجوہ کلیہ کہ عنوان یک شخص
یا اشخاص کثیرہ شود اول را رویت و ثانی را معرفت
و ثالث را علم گویند حاصل در وقت تعلق بدن از
حق جل شانہ قسم ثانی است و بعد خلع بدن این معرفت
ترقی نمودہ بدرجہ اول رسد این را تعبیر برویت نمودہ
میشود و این کلام نقل مضمون است نہ ترجمہ عبارت
و از کلام حضرت مجدد چنان مستفاد میشود کہ لذتیکہ
مبصر و باصرہ را در وقت معائنہ حاصل میشود

اُستادی و مولائی شاہ تقی علی قلندر کاظمی قدس
سرہما بزرگ کیا۔

پہلا مسئلہ قیامت میں خدا کا دیدار اور ملاقات
کیونکر ہوگی۔ جواب اس مسئلہ میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل یہ مسئلہ رسالہ در مصنفہ سرمایہ علم
ہنر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
میں پوری تفصیل سے مرقوم ہے مختصر یہ ہے کہ اہل سنت
و جماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ دیدار حضرت حق
جنت میں بے جہت ہوگا یعنی بلا رنگ و شکل و اندازہ
و جہت محققین اہل کشف نے یہ مسئلہ کئی طرح سے
بیان کیا ہے چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب نے
ایک سائل کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ حکیم ابو نصر
فارابی اپنی کتاب فصوص میں لکھتے ہیں کہ شے کا
انکشاف کبھی بوجہ جزئی شخصی ہوتا ہے اور کبھی بوجوہ
کلیہ کہ جو (وجوہ کلیہ) ایک یا زیادہ اشخاص کا عنوان ہوں
اول کو رویت دوسری کو معرفت تیسری کو علم کہتے ہیں
تعلق بدن کے وقت جو (انکشاف حق جل شانہ کا) حاصل
ہوتا ہے وہ قسم ثانی ہے اور بعد خلع بدن یہ معرفت
ترقی کرکے اول درجہ پر پہنچتی ہے جسکو رویت سے تعبیر
یہ کلام مضمون کی نقل ہے نہ ترجمہ عبارت اور حضرت مجدد کے کلام سے
پایا جاتا ہے کہ وہ لذت جو دیکھنے والے اور نظر کو معائنہ کے وقت حاصل

بقدرت الٰہی بہ نسبت آن ذات مقدسہ بہیچ آن
لذتے در بصر و مبصر پیدا نخواہد شد و این را بتعبیر ابصار
و رویت تعبیر نتوان کرد کہ عبارتے دیگر این تعبیر
مفید انکشاف تام نبودہ است و بعضی دیگر نیز پسندند
کہ رویت در رائی متحقق میشود و حصول ظل مرئی در
جلیدیہ و از آنجا بمجمع النور و از آنجا بحس مشترک
و از آنجا بنفس ناطقہ صورت خیالیہ و وہمیہ و عقلیہ
تجرید میکنند و در ہمین رشتہ نزول میکند کہ علم عقلی
بواسطہ وہم و خیال بحس مشترک نزول میکند و شبیہ
حالت ابصار حاصل میگردد اما چونکہ با جلیدیہ
نزول نیست ابصار حقیقی نتوان گفت و در آنجا
کہ نفوس مقدسہ و مطہرہ گشتہ کمال اتصال
بجناب مبدء پیدا میکنند اشعۂ نورانی آن ذات
مقدسہ بر قوت عقلیہ و وہمیہ پرتو میزند و از آنجا
بر خیال و حس مشترک نزول میکند و بسبب شروق
فیض الٰہی و قوت مدرکہ انسانی و رفع موانع از نوم
و تعطیل حواس بمجمع النور و جلیدیہ نیز ریزش
خواہد کرد چنانکہ خیالات درین جہان در جہت و
مکان نیست آن معاینۂ حقیقت نیز در جہت و مکان

قدرت الٰہی سے اُس ذات مقدسہ کے متعلق وہی کوئی
ایک لذت بصر اور مبصر میں پیدا ہوگی اور اُسکو تعبیر
ابصار و رویت تعبیر نہیں کر سکتے کیونکہ کوئی اور عبارت
بجز اس تعبیر کے انکشاف تام کا فائدہ نہیں دیتی اور بعض اور لوگ
یون کہتے ہیں کہ رویت دیکھنے والے میں اُسوقت ثابت ہوتی ہے جب
دیکھی ہوئی شے کا عکس پردہ جلیدیہ[1] میں حاصل ہوتا ہے اور
وہان سے مجمع النور پھر حس مشترک[2] میں اور وہان سے نفس ناطقہ صورت
خیالیہ و وہمیہ و عقلیہ کی تجرید کرتا ہے اور (وہ انکشاف بھی اگرچہ)
اسی سلسلہ میں نزول کرتا ہے کیونکہ علم عقلی بواسطہ وہم و خیال
حس مشترک میں نازل ہوتا ہے اور ابصار کے مشابہ حالت حاصل ہوتی ہے
لیکن چونکہ جلیدیہ کے ساتھ نزول نہیں ہے اسلئے ابصار حقیقی نہیں کہا
جا سکتا ہے اور اُس عالم میں چونکہ نفوس مقدس و مطہر ہو کر اپنے مبداء
کے ساتھ پورا اتصال پیدا کرتے ہیں لہذا اُس ذات مقدسہ کے نور کی کرنیں
قوت عقلیہ و وہمیہ پر پرتو فگن ہوتی ہیں اور وہان سے خیال و حس مشترک پر
نازل ہوتی ہیں اور بسبب شروع فیض الٰہی و قوت مدرکہ[3]
انسانی و رفع موانع خواب و تعطیل حواس مجمع النور و جلیدیہ
میں بھی ریزش کرینگی جسطرح اس عالم میں خیالات جہت
و مکان میں ہین وہ معاینۂ حقیقت بھی بے جہت و
مکان

[1] پردہ جلیدیہ [illegible] حس مشترک وہ قوت ہے جو تمام صورتیں ساتھ اُسکے جو حواس خمسہ ظاہر
میں منقوش ہوتی ہیں قبول کرتا ہے [illegible] جو حس میں پاتی ہیں اور اُسکا
محل جوف [illegible] نفس ناطقہ [illegible] [3] قوت مدرکہ انسان میں ایک قوت ہے

نخواہد بود بعضے گویند کہ در حدیث آنچہ درباب
رویت وارد شدہ بر نفیِ جہت و سلبِ لوازمِ جسمیت
ایمائے نمیدہد اینقدر ہست کہ آن تجلیِ عیانیِ صوری
از سائرِ مظاہر بدو وجہ امتیاز میدارد اما از سائرِ مخلوقات
کہ نیز مظاہرِ صفاتِ آنجناب اند پس باینکہ ظہورِ ذات
دران مقام بعنوانِ الوہیت است و در سائرِ مظاہر
بعنوانِ خلقیت و انواعِ کائنات چنانچہ از نارِ حضرت
کلیم را ندائے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا میرسید و اما
از سائرِ تجلیاتِ صوری و خیالی و حسی آنجہانی پس
بدینوجہ است کہ ظہورِ ذاتِ مقدسہ دران مقام بصورِ
مبائن صورِ کائناتِ معلومہ و مقرون بجدی از عظمت
و کبریا و نور و بہا و جمال و صفا و شمولِ کمالاتِ ذاتی
و صفاتی و اسمائی خواہد بود کہ حوصلہ ناظر اکمل و اشرف را
در وہم و عقلِ خود گنجایش ندارد و براکثر ازان در تصور
آوردن نمیتوانند و آنچہ اہلِ سنت نوشتہ اند کہ رویت
آنجہانی بے کیف است برائے دفع اشکالات معتزلہ
از ثبوتِ لوازمِ جسمیہ گفتہ اند چون حقیقتِ تجلی دریافت شود
جملہ اشکالات آنہم رفع میباشند و معہذا بعضے اکابر
میفرمایند کہ نفس را بسبب استغراق در شہودِ حق

ہوگا بعضے کہتے ہین کہ حدیث مین متعلق رویت جو کچھ
آیا ہو اُس سے نفیِ جہت و سلب لوازم جسمیت کیطرف
کوئی اشارہ نہین ہی یہ البتہ ہی کہ وہ تجلی عیانیِ صوری
تمام مظاہر سی بدو وجہ ممتاز ہی۔ ان تمام مخلوقات سے
(جو اُسکے مظاہر صفات ہین) تو اس حیثیت سے ممتاز ہی کہ ان مین
ظہورِ ذات بعنوانِ الوہیت[1] ہے اور تمام مظاہر مین بعنوان
خلقیت و انواع کائنات جیسے آگ سے حضرت کلیم اللہ
کو آواز اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا[2] سُنائی دیتی تھی اور
اُس عالم کے تجلیاتِ صوری و خیالی و حسی سے اسطور
پر ممتاز ہی کہ اُنمین ذاتِ مقدس کا ظہور ایسی صورتین
ہوگا جو صورِ کائنات سے علیحدہ اور عظمت و کبریا و نور
و بہا و جمال و صفا و کمالاتِ ذاتی و صفاتی و
اسمائی کے ساتھ ناظرِ کامل کے حوصلۂ عقل و وہم سے
باہر ہوگا۔ اہلِ سنت نے جو یہ لکھا ہی کہ اُس عالم
کی رویت بے کیف ہی تو یہ محض معتزلہ کے
دفع اعتراضات کے لئے کیونکہ اُنھون نے لوازم
جسمیت کو ثابت کیا ہی جب حقیقتِ تجلی معلوم
ہو جائیگی تو اُنکی اعتراضات سب رفع ہو جائینگے اور باوجود
اِسکے بعضے اکابر فرماتی ہین کہ نفس شہودِ حق[3] مین استغراق کیوجہ

---

[1] الوہیت کے معنی خدائی اور خداوندی کے ہین اور یہ لفظ مقام تفصیلِ صفات پر جو اجمال کا بھی جامع ہو بولا جاتا ہے یعنی جس مقام کو
رب و مربوب کو اعتبار کرتے ہین ۱۲ مترجم [2] مین اللہ ہون بجز میرے کوئی معبود نہین ۱۲ [3] شہودِ حق رویتِ الٰہی یعنی مراتب
کثرات و موہومات صوری سے عبور کرکے اور توحیدِ عیانی کے مقام پر پہنچکر کل موجودات کی صورتون مین حق کا مشاہدہ کرے غیریت بالکل دور ہو جائے
[illegible]

احساس هیچ غیر از زمان و مکان و جهت و وجود
خود و غیر خود نخواهد بود همین را معاینه بے جهت و شکل
و لوازم جسمیه میتوان گفت بالجمله همچنانکه گفته میشود
که زید و عمر را صریحاً دیدیم و حالانکه سوای بعضے اعضای
ایشان ندیده‌ایم هرگاه این مسامحه بغیر [illegible] شاید که موضوع
لغوی لفظ رویت است جاری باشد در غایت ترفع
آن چرا باید کوشید و چرا التزام باید کرد که کنه ذات
صرف که از تعلق ادراک و فهم معرا است بر آن احساس
و ابصار اقتدار نه دارند و این رویت در حق خواص
عوام [illegible] مختلف میشود بحسب قرب و بعد
دیگر بحسب قلت و کثرت حجب دیگر [illegible] زیادتی معرفت
صفات و کمی آن که در دار [illegible] کسب شده و تائید شما
که شبه نیست که بدن ارضی را بنسبت روح حیوانی
در وجدان بدل ذات مقدسه حجاب زیاده تر است
و روح حیوانی همچنین بنسبت عالم مثال متوسط
که عالم عامه ملائکه است عالم مثال متوسط بنسبت
عالم مثال علوی که مقام ملائکه مقربین است چون
بعالم مثال ترقی نماید صورت همان عالم کسب
کند در بدن او حکم ارواح علویه پیدا کند آنچه در اینجا
غیب است آنجا شهادت باشد اشرقت الارض

کسی غیر کا احساس مثل زمان و مکان و جہت و اپنی
یا وجود غیر کے نہ ہوگا اسکو معاینہ بے جہت و شکل و لوازم
جسمیت کہنا چاہیے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید و عمر کو ہمنے
صریحاً دیکھا حالانکہ بجز اُنکے بعض اعضا کے اور کچھ
نہیں دیکھا جبکہ یہ مسامحہ بغیر شایہ ہیں جو موضوع لہ
لغوی لفظ رویت ہے جاری ہوگا تو اُسکے غایت
ترفع میں کیوں کوشش اور التزام کرنا چاہیے کہ کنہ ذات
صرف جو تعلق ادراک و فہم سے معرا ہے احساس و ابصار
اُسپر کوئی قدرت نہیں رکھتے اور یہ رویت خواص و
عوام کے حق میں [illegible] ہونے سے مختلف ہوتی ہے [illegible]
[illegible] قرب و بعد دوسری بحسب کثرت و قلت حجاب
تیسرے کمی و زیادتی معرفت صفات جو اسی دنیا میں
حاصل کی اور تائید یہ ہے کہ بلاشبہ جسم ارضی کو نسبت روح
حیوانی ذات مقدسہ کو قلب میں پانے کی زیادہ حجاب
ہے بہ نسبت روح حیوانی کو بہ نسبت عالم مثال متوسط جو عالم
ملائکہ کا عالم ہے اور عالم مثال متوسط کو بہ نسبت عالم
مثال علوی جو ملائکہ مقربین کا مقام ہے جب انسان
عالم مثال کیطرف ترقی کرتا ہے تو اُسی عالم کی صورت
حاصل کرتا ہے اور اسکا جسم ارواح علویہ کے حکم میں ہو جاتا ہے
یہاں جو کچھ غیب ہے عیان شہادت ہے، و اشرقت الارض

له اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک [illegible] ۱۲

بخود دیدیم و حقایق اعمال و هیاکل ملائک
و احوال جنت را بمعاینه شود چنانچه امام غزالی در
مشکوة الانوار بتصریح بیان کرده اند بالجمله عالم
تجلیات الٰهی که کارخانه تدبیر و فیضان قضا و قدر
و نزول شرائع بر انبیا و صدور امر و نهی ملائکه از آنجاست
حسب مراتب اتصال نفس آشکار گردد و جوارح بدن
تابع و قوای روح مطیع آن واردات گردد پس یقین است
که حالت معاینه بصری حاصل خواهد گردید انتهی
فقیر میگوید که تمثیل رویت واضح تر اینکه چون در شب چهاردهم
بشب تابستان در آن شب مهتاب سراپای ما گم گردد و
نتوانیم گفت که سراپای ما مهتاب عارض است
و ما او را هم چنین دیدار واجب آنجا خواهد بود که
او تعالی در ما ظهور خود را ظهور خواهد داد و علم غیریت
ما را نیز بجا قائم خواهد داشت تا بدانیم که نوری خارج از
ما منبسط است و من خارج از وی با همه مظهر حقیقت
داخل او هم و او داخل من و اینجا اگر کیفیت و جهت
و جسمیت در نظر شود است همه از من است نه از
او چنانکه در مرتبه خود از همه پاک بود اکنون هم پاک
و حاشا این تلوث او را ملوث نمیتواند گردانید
چنانکه در تابش آفتاب مر آبگینه های مختلف الالوان
رنگ آنها در آنجا صاف تر ظاهر میشود و اشکال آنها

بخود دیکھتے ہیں اور حقائق اعمال و ہیاکل ملائکہ و احوال
جنت و دوزخ کا معاینہ ہوتا ہے جسکو امام غزالی نے
مشکوة الانوار میں تصریح سے بیان کیا ہے بالجملہ عالم
تجلیات الٰہی کہ جہانسے کارخانۂ تدبیر و فیضان قضا و قدر
اور انبیا پر نزول شرائع اور ملائکہ پر صدور امر و نہی کا ہے
موافق مراتب اتصال نفس ظاہر ہوگا اور جوارح
بدن اسکے تابع اور قوای روح ان واردات کے مطیع
ہو جاینگے لہذا یقین ہے کہ رویت قیامت میں بشاہد معاینہ
بصری حاصل ہوگی انتہی میرے نزدیک رویت کی تمثیل نہایت
صاف یہ ہے کہ جب چودھوین رات کی چاندنی میں
ہم ٹھیریں اور ہم سر تا پا غرق ہو جائیں
کہ ہمارا سر تا پا چاندنی کا روشن ہے اور ہم اسکو دیکھ رہے
اسی طرح دیدار حق وہاں ہوگا کہ حق ہم میں اپنا ظہور
کریگا اور ہمارا علم غیریت بھی قائم رکھیگا تاکہ ہم یہ معلوم
کریں کہ ایک نور ہے خارج ہم سے ہم اس سے خارج ہیں
اور پھر بھی حقیقتاً ہم اس میں اور وہ ہم میں داخل ہے تو
اگر کیفیت و جہت و جسمیت کا شہود بیچ نظر ہوگا وہ سب
ہوگا نہ اس کا جسطرح وہ اپنے مرتبہ میں سب سے پاک تھا
اب بھی پاک ہے اگرچہ تلوث اسکو ملوث نہیں کر سکتا
جیسے تابش آفتاب مختلف رنگ کے شیشوں میں صاف
ظاہر ہوتا ہے اور اس کا انکار بدیہی ہے

بدیهی جلی است والله اعلم وعلمه احکم

فصل دوم باید دانست که آنچه در بعضی کتب مذکور شد که ملائکه را دیدار نباشد الا جبرئیل را و آنهم در تمام عمر یکبار بیش نبود و جن را نیز دیدار نبود شیخ جلال الدین سیوطی در رساله خود تحقیق کرده است که این سخن صحیح نیست زیرا که شیخ ابوالحسن اشعری که امام و رئیس اہل سنت و جماعت است در کتاب خود تصریح کرده است که ملائکه را در بهشت دیدار بود و امام بیهقی نیز بدان تخصیص کرده و احادیث نقل نموده است و بعضی از ائمه متاخرین نیز ذکر کرده اند واما جن اگر منع کند جای آن دارد چرا امام ابوحنیفه و جماعتی از ائمه بر آنند که ایشان را ثواب نبود و در بهشت نه در آیند غایت کار و نهایت جزای ایشان آن بود که از آتش دوزخ نجات یابند و با وجود آن فضل خدا واسع است و ائمه دیگر در حق ایشان قائل باین نسبت نیز ذکر کرده اند اگرچه هر روز و هر جمعه نبود چنانکه آدمیان را باشد و در رؤیت زنان نیز اختلاف کرده اند و حق آنست که ایشان را گاه گاهی مثل ایام عید در دنیا که ایام بار عام و تجلی تام باشد دیدار است چنانکه خواص مومنان را صبح و شام و عموم ایشان را در روزهای جمعه چنانچه احادیث در آن باب وارد و یافته اند دارقطنی از انس رض روایت میکند

رای المومنون ربهم فاخذهم عهدا من نظیها

انکار ہی واللہ اعلم وعلمہ احکم

دوسری فصل جاننا چاہئے یہ جو بعض کتابوں مین مذکور ہی کہ ملائکہ مین بجز حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اور کسیکو دیدار نہین ہوگا اور اُنکو بھی اپنی عمر مین صرف ایکبار اور جنات کو بھی دیدار نہوگا تو شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کی ہی کہ یہ قول صحیح نہین ہی اسلئے کہ شیخ ابوالحسن امام اہل سنت والجماعت نے اپنی کتاب مین تصریح کی ہی کہ ملائکہ کو بہشت مین دیدار ہوگا امام بیہقی نے بھی اسکی تائید مین حدیثین نقل کی ہین اور بعض ائمہ متاخرین نے بھی ذکر کیا ہی لیکن اگر جنات کی نسبت کہا جائے تو بیجا نہیں ہی کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ اور بہت سے ائمہ اسکے قائل ہین کہ جنات کے لئے ثواب نہین اور نہ وہ بہشت مین جائینگے انکا انجام انتہا جزا یہ ہوگی کہ وہ دوزخ سے نجات پائین پھر بھی خدا کی رحمت وسیع ہی چاہی کبھی اُنکو اس نعمت سے بھی سرفراز کردے اگرچہ روزانہ و ہر جمعہ کو آدمیونکی طرح نصیب نہو اور عورتون کے بارہ مین بھی لوگون نے اختلاف کیا ہی حق یہ ہی کہ انکو کبھی کبھی بطور روز عید دیدار ہوگا نہ اسطرح جیسا کہ عام مومنین کو جمعہ کے روز اور خاص کو صبح و شام چنانچہ اس بارہ مین حدیثین پائی جاتی ہین دارقطنی حضرت انس رض سے راوی ہین کہ مومنین نے

اپنے پروردگار کو دیکھا پس اُنسے اس امر کا عہد لیا گیا

الیہ فی کل جمعة وتراه المومنات یوم الفطر ویوم النحر گفتم من وتوفیق از خدا است که نسا در عموم مومنین داخل اند چنانکه ملائکه وجن پس همه داخل این بشارت باشند غایت آنکه تواند که این کرامت مخصوص آدمیان باشد وجن و ملائکه را نبود اگر دلیلی بر این بگذرد فلا بعد ودفیه ولیکن اخراج نسا جائز نباشد چگونه تجویز توان کرد که فاطمه زهرا رض و خدیجه کبریٰ رض و عائشه صدیقه و دیگر نساء اہل بیت رسول الله صلعم و مریم و آسیه که سیدات نساء عالم اند و کامل تر و عارف تر اند از بسیار مردمان از دیدار حق تعالیٰ ممنوع و محجوب باشند یا از عوام مردمان درین نعمت و کرامت کمتر باشند بلکه ایشان از عموم مومنات که در احادیث توقیت ایشان با عیاد واقع شده است مخصوص و مستثنیٰ دارند صورت دارد چنانچه سیوطی خود نیز بدان اشارت کرده است و آنکه گویند نسا مقصورات در خیام باشند سخن ضعیف است چه در آنجا خیام حجاب نبود چنانکه بیوت دنیا و در دو صیغه جمع مذکر در یراه المومنین وانکم سترون ربکم بطریق تغلیب شائع است والله اعلم و نیز سیوطی گفته که این تخصیصات و تفصیل در رویت بعد از دخول بهشت است الا در موقف مخصوص بکسی نبود بلکه کافران و منافقان را نیز بود ولیکن بصفت قهر و جلال و کفار

که وہ اُسکو ہر جمعہ کے دن اور مومنات اُسکو ایام عید میں دیکھیں گے۔ بتوفیقِ خدا میرا یہ قول ہے کہ ملائکہ اور جن کی طرح عورتیں بھی عوام مومنین میں داخل ہیں تو سب اس بشارت میں داخل ہیں انتہا یہ ہو سکتی ہے کہ یہ کرامت آدمیوں کے ساتھ خاص ہو جن و ملائکہ کے لئے نہو اگر کوئی دلیل اسپر گذرے تو کچھ دشوار نہیں لیکن عورتوں کو اس کرامت سے خارج کر دینا جائز نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت خدیجہ کبریٰ و حضرت عائشہ و حضرت فاطمہ زہرا اور باقی آنحضرت صلعم کی بیبیاں اور حضرت مریم و آسیہ جو تمام عالم کی عورتوں سے افضل اور بہت آدمیوں سے کامل ہیں خدا کے دیدار سے محروم و محجوب ہیں اور اس نعمت و کرامت میں عام آدمیوں سے بھی گھٹ جائیں بلکہ یہ عام مومنات سے مخصوص و مستثنیٰ ہیں جیسا کہ سیوطی نے خود بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ عورتیں خیموں میں مستور ہونگی یہ قول ضعیف ہے اسلئے کہ وہاں کے خیمے نہیں دنیا کی گھروں کی طرح حجاب نہیں گا۔ اور دونوں میں جو صیغہ جمع مذکر ہے یعنی یراہ المومنین اور انکم سترون ربکم بطریق غلبہ ظاہر ہے واللہ اعلم اور سیوطی نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ تخصیصات و تفصیل رویت میں بعد از دخول بہشت ہیں ورنہ موقف میں رویت کسی سے مخصوص نہوگی بلکہ کفار و منافقین کو بھی ہوگی لیکن انکو بصفت قہر و جلال

بعد از ان محجوب شوند تا حسرت و عذاب زیاده شود واللہ
اعلم و در رویت حق سبحانہ در منام نیز خلاف است و
صحیح جواز اوست و از سلف نقل آن بسیار آمده از امام
احمد منقول است که گفت رب العزت را در خواب دیدم
پرسیدم که یا رب افضل عبادت و اقرب طرق بجناب تو
چیست فرمود تلاوت قرآن مجید و از امام اعظم نقل
است که صد بار رب العزت را بخواب دیده ابن سیرین
که از اکابر تابعین و قدوهٔ علمای تعبیر خواب است میگوید
که هر که پروردگار تعالی را در خواب دید در بهشت در آید
و از غم و اندوه نجات یابد و این حقیقت مشاهدهٔ قلبی است
نه رویت بصری و اگر به بصر بیند مثالی از وی دیده باشد
و حق تعالی را مثل نیست لیکن مثال هست مثل دیگر است
و مثال دیگر مثل مساوی در جمیع صفات را گویند و در
مثال مساوات در جمیع صفات شرط نیست مثلاً عقل را
با آفتاب در جمیع صفات مثل نیست و باوجود آن آفتاب را
مثال عقل می آرند بمناسبت آنکه چنانکه محسوسات منکشف
بنور آفتاب اند انکشاف معقولات به عقل بود و این قدر
مناسبت در مثال بودن کفایت کند چنانکه پادشاه را
تمثیل با آفتاب کنند و وزیر را بماه کنند اگر کسی آفتاب را
بخواب بیند تعبیرش آن بود که پادشاه را دریابد و اگر
ماه را بیند تعبیرش دریافت وزیر باشد حق سبحانه

اور وہ پھر محجوب ہو جائینگے تاکہ حسرت و عذاب بڑھ جائے
واللہ اعلم اور خواب میں حق سبحانہ کی رویت کے متعلق
بھی اختلاف ہے لیکن اسکا جواز صحیح ہے بزرگان سلف سے
یہ بات بہت منقول ہے امام احمد سے نقل ہے انہوں نے
فرمایا کہ میں نے حضرت رب العزت کو خواب میں دیکھا تو پوچھا
کہ تیرے نزدیک افضل عبادت اور نہایت قریب
راستہ کیا ہے ارشاد ہوا کہ تلاوت قرآن مجید حضرت امام
اعظم سے منقول ہے کہ انہوں نے سو بار حضرت حق سبحانہ کو
خواب میں دیکھا ابن سیرین مشہور تعبیر گو اور تابعی ہیں
کہ جس نے پروردگار کو خواب میں دیکھا وہ بہشت میں جائیگا اور غم سے
نجات پائیگا اور یہ حقیقت مشاہدۂ قلبی ہے نہ رویت بصری
اور اگر بصر سے دیکھیں تو اسکی مثال دیکھیں گے حق تعالی کی مثل
نہیں ہے لیکن مثال ہے مثل اور چیز ہے اور مثال اور چیز مثل
کل صفات میں مساوی ہونیکو کہتے ہیں اور مثال میں کل
صفات میں مساوات ہونا شرط نہیں مثلاً عقل کل صفات میں
آفتاب کے مثل نہیں ہے پھر بھی عقل کی مثال آفتاب سے
دیتے ہیں کہ جسطرح محسوسات کا انکشاف نور آفتاب سے ہوتا ہے
اسیطرح معقولات کا انکشاف نور عقل سے ہوتا ہے اور یہ قدر مناسبت
مثال کیلئے کافی ہے جیسے بادشاہ کی تمثیل آفتاب اور وزیر کی ماہتاب سے دیتے ہیں
اگر کوئی شخص آفتاب خواب میں دیکھے تو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ کو
پائے اور اگر ماہتاب دیکھے تو اسکی تعبیر وزیر کو پانا ہے حق سبحانہ نے

تعالیٰ فرمودہ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح
المصباح فی زجاجۃ وحق تعالیٰ منزہ است کہ
مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجرہ زیت مثل وی بود
و قرآن را بحبل تمثیل کردہ شک نیست کہ حبل مثل قرآن
نیست بلکہ مثالے از و است و عالم منام عالم مثال
است و کیفیت رویت پیغمبر نیز ہمین طریق بود و تمام
تحقیق این کلام از بعضے رسائل امام حجۃ الاسلام باید طلبید
واللہ الموفق و در جواز رویت سبحانہ تعالیٰ در دنیا بہ بصر
در بیداری دو قول اند و استاد ابو القاسم قشیری صاحب
رسالہ فرمودہ است کہ قول صحیح عدم جواز است این
سخن در جواز امکان او ست ولیکن عدم وقوع و تحقیق
آن در غیر آنحضرت را در شب معراج متفق علیہ است
اجماع محدثین و فقہا و متکلمین و مشائخ طریقت است کہ
اولیا را حاصل نیست و در تعریف میگوید کہ ہیچ یکے از مشائخ
ندانم کہ ادعائے آن کردہ باشد و از ہیچ یکے حکایت آن
بصحت نرسیدہ مگر طائفہ مجاہیل کہ ایشان را کسے نشناسد
و مشائخ اتفاق دارند بر تضلیل مدعی و تکذیب او
و گفتہ کہ ادعائے آن علامت عدم معرفت
حق است و ہر کہ این دعوے کند بہ حقیقت خدا
را نشناختہ باشد و شیخ علاء الدین قونوی در شرح
تعرف میگوید کہ اگر از کسے معتبر نقل آن بصحت رسد

فرمایا کہ اُسکے نور کی مثال مثل طاق کے ہے کہ اسمین
چراغ ہی اور چراغ شیشہ مین حالانکہ وہ اس سے منزہ ہے
کہ مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجر و زیت اُسکی مثل ہو
اسیطرح قرآن شریف کی تمثیل حبل یعنی رسی سے دی
حالانکہ رسی مثل قرآن نہین بلکہ اُسکی ایک مثال ہی اور عالم
خواب عالم مثال ہی اور رویت پیغمبر صلعم کی کیفیت بھی
اسیطرح ہوگی اس کلام کی پوری تحقیق بعض رسائل امام
حجۃ الاسلام مین دیکھنا چاہیے! اب یہ امر کہ حق سبحانہ کا دیدار
انہین آنکھوں سے دنیا مین ہوسکتا ہی یا نہین اسمین دو
قول ہین استاد ابو القاسم قشیری صاحب رسالہ قشیریہ
کے نزدیک قول صحیح عدم جواز ہی اور یہ بات اُسکے جواز
امکان مین ہی لیکن اُسکا عدم وقوع کسی کے لیے سوائے
آنحضرت صلعم کے شب معراج مین متفق علیہ ہی اور متکلمین
و محدثین و فقہا و مشائخ طریقت کا اِسپر اتفاق ہی کہ
اولیاء اللہ کو یہ بات حاصل نہین تعرف مین ہی کہ ہینے
مشائخ سے کسیکو اس بات کا دعوی کرتے نہین سنا اور نہ اُنکی
ایسی کوئی حکایت حد صحت کو پہنچی مگر جاہل گروہ جنکو کوئی نہین
جانتا اور مشائخ ایسے مدعی کی تضلیل و تکذیب پر متفق ہین
اور کہتی ہین کہ ایسا دعوی دلیل عدم معرفت حق ہی جو یہ دعوا
کرے وہ حقیقتاً خداشناس نہین شیخ علاء الدین قونوی
شرح تعرف مین لکھتی ہین کہ اگر کسی معتبر شخص کی ایسی حکایت پایۂ صحت
و ثبوت کو پہنچے

تاویلش باید کرد واللہ اعلم وعلمہ احکم

فصل سوم بالجملہ رویت عنایت الٰہی است

و در و واجب نیست اجتماع شرائط وعنایت الٰہی
خروج این را از تحت قدرت بوجود شرائط موقوف
نداشتہ لہذا چیزے از شرائط واجب نیست چنانچہ در
امور روزانہ ہمچنین دیدہ میشود کہ گاہے عطا بے حیثیت
خدمت میشود پس دفع گردید اعتراض معتزلہ از عقلیات
وانچہ در قرآن مجید وارد شدہ کہ لا تدرکہ
الابصار مراد از ابصار ابصار کفار اند و قطع نظر ازین میتوانند بود

تو اسکی تاویل کرنا چاہئے[1] ۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم ۔

تیسری فصل بالجملہ رویت ایک عنایت الٰہی ہے

جسمین اجتماع شرائط واجب نہین ورنہ عنایت الٰہی شرائط
کے وجود پر موقوف ہی لہذا اسکے لئے کوئی شرط واجب
نہین جیسا کہ روزانہ کے امور مین دیکھا جاتا ہے کہ
کبھی عطا بلا حیثیت وخدمت بھی ہوتی ہے پس
اعتراض معتزلہ جو عقلی ہے دفع ہوگیا ۔ اب یہ جو
قرآن شریف مین ہی کہ اُسکا ادراک بصارتین نہین
کرسکتین ان ابصار سے ابصار کفار مراد ہین علاوہ اسکے یہ بھی ہو سکتا ہے

[1] جاننا چاہئے کہ یہ کل بحث مشاہدۂ ذات بلا حجاب کے بارہ مین ہے ورنہ تجلیٔ حق مظاہر مین آیات واحادیث
قطعی ثابت ہی اور انبیا علیہم السلام واولیاء کرام کو برابر اس سے حصہ حاصل ہوا اور ہوتا رہتا ہی جیسا کہ کلام مجید
مین ہی کہ بیچ درخت سے موسے کو آواز دی کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا اور یہی تجلی مظاہر مین حضرات صوفیہ
کے مشہور مسئلہ توحید وجودی کی روح ہی کیونکہ موجودیت اشیاء عالم کی حقیقتاً غیر اسکے کچھ نہین کہ حضرت حق نے
مطابق استعداد اعیان ثابتہ فی العلم کے تجلی اظہاری فی الخارج فرمائی ہے اور اس تجلی ذاتی سے ہر ذرہ اپنے
شاکلہ مین انا ولا غیری کا دم مار رہا ہے پس کوئی شخص کسی چیز کو عالم مین نہین دیکھتا ہے مگر یہ کہ ذات حق بقدر
استعداد اُس شاکلہ کے مشاہدہ مین آتی ہے اور یہ منافی آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار کے نہین کیونکہ مسئلۂ وحدت الوجود کی رو سے رائی اور مرئی ورویت یہ تینون چیزین
ایک ہین اور یہی فردیت حضرت وجود کی ہے پس دیکھنے والے کی حیثیت رائی ہونے کے شئے مرئی سے
مافوق ہوجاتا ہے ۔ لہذا ذات باوجود تجلی فی العالم کے من حیث الذات رویت سے ماوراء ہے
کیونکہ رویت ایک صفت ہے نہ کہ ذات لیکن ذات کو صفت کے ساتھ ایک ایسی نسبت ذاتی ہے
کہ کسی صفت کا وجود وظہور بلا ذات کے ممکن نہین اور وجود من حیث الوجود ذات کا وجود ہے پس
یہ کہنا کہ ذات دیکھی نہین جاسکتی اور یہ کہنا کہ بجز ذات کے کوئی شئے مشاہدہ مین نہین آتی ان دونون کے
ایک معنی ہین کیونکہ مدرک باوجود اپنے ادراک اور شئے مدرکہ دونون کے عین ہونے کے بنفسہ
ذاتہ ہین دونون سے ماورا رہتا ہے خصوصاً جبکہ اپنا ادراک آپ کرے پس یہ کل بیانات مندرجہ
کتاب حضرت مجدالدین وغیرہم کے رویت ذات من حیث الذات سے متعلق ہین نہ رویت ذات فی
الصفات وفی التجلیات سے اور یہی معنی ذات مین تجلی ممنوع ہونے کے ہین کہ مشہد العین سے العین مین بوجہ
عینیت کی رویت کی گنجائش نہین ۔ وھذا لا یخفی علی من لہ قلب سلیم ۱۲ مترجم

که معنی آیت شریفه لا تدرکه الابصار علی
وجه الاحاطة بجوانب المرئی فی عموم
الاحوال والاوقات پس این آیت مفید عموم
نفی هست نه نفی عام و ادراک مطلق و یاد دارم که
حضرت استادی هنگام قرأت شرح عقائد در
اثنای همین بیان ارشاد فرموده بودند که در آیهٔ کریمه
معنی اول بنظر تحقیق تحقیقی و غیر تاویلی اند پس دفع گردید
اعتراض معتزله از نقلیات نیز و اما تحقیق که قوم موسی
بسوال رویت پیش آمد آن بوجه عناد و تعنت قوم
بود در طلب شان نه آنکه رویت فی ذاتها ممتنع
ورنه موسی علیه السلام ضرور منع میفرمود و خود چرا طالب ممتنع
میشد و عدم منع موسی علیه السلام مشعر هست بآنکه رویت
بجد ممکن هست و ازینجاست اختلاف برویت
حضرت صلعم عائشه صدیقه رض میفرمایند هر که گوید که
آنحضرت خدا را دید دروغ گفت و دلیل می آرند
آیت لا تدرکه الابصار را و اکثر صحابه مخالف
این دلیل اند و مقرر است که قولیکه دران صحابه
مخالف بودند آن قول قابل حجت نیست امام نووی
از قول ابن جریر میفرماید که گفت عائشه رض نفی رویت
از حدیث مرفوع نه کرده اگر حدیث مرفوع اوشان را
معلوم میشد البته بیان واقعی میفرمودند

که اس آیت کے معنی اس طرح ہون کہ اسکا ادراک بصارتین
اسطرح نہین کرسکتین کہ جسطرح عام حالات و اوقات
مین اس چیز کو دیکھکر اسکا احاطہ کرلیتی ہین تو یہ آیت
عموم نفی کو مفید ہے نہ نفی عام و ادراک مطلق کو مجھکو یاد ہے
کہ میرے حضرت استاد نے شرح عقائد پڑھاتے وقت
اس بیان کے اثنا مین مجھسے فرمایا تھا کہ آیۂ کریمہ مین بنظر
تحقیق معنی اول تحقیقی و غیر تاویلی ہین پس اعتراض معتزلہ
نقلیات سے بھی دفع ہوگیا اور حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کو سوال رویت
مین جو کچھ پیش آیا وہ بسبب انکے طلب مین سختی کرنیکے ہوا نہ یہ کہ
رویت فی ذاتها منع تھی اگر ایسا ہوتا تو حضرت موسی
ضرور منع فرماتے اور خود ایسی ممتنع چیز کی طالب ہوتے
حضرت موسی کا منع نہ کرنا خود اسکا مشعر ہے کہ رویت بیشک
ممکن ہے اور یہین سے آنحضرت صلعم کی رویت مین اختلاف
حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت
صلعم نے خدا کو دیکھا اسنے جھوٹ کہا اور وہ اسی آیت
لا تدرکه الابصار کو دلیل مین پیش کرتی ہین اور اکثر صحابہ
اس دلیل کے مخالف ہین اور یہ امر مقرر ہے کہ جس قول مین صحابہ
مختلف ہین وہ قول قابل حجت نہین امام نووی بسند قول
ابن جریر فرماتے ہین کہ قول حضرت عائشہ نفی رویت
حدیث مرفوع سے نہین کی اگر کوئی حدیث مرفوع
معلوم ہوتی تو ضرور بیان فرماتین تفسیر شاہی مین ہے

کہ در آیت نفیِ ادراک است نہ نفیِ رویت و معنیِ ادراک واقف شدن بر جوانب و حدود شئے مرئی است و رویت دریافت کردن شئے است بہ بصر پس از نفیِ ادراک نفیِ رویت لازم نمی آید و مراد از ابصار ابصار کفار اند چنانکہ از استاد بالا نقل کردم انس و ابنِ عباس و حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم قائل اند کہ آنحضرت بچشم خود خدا را دید چنانچہ ترمذی از عکرمہ روایت میکند کہ گفت ابنِ عباس دید آنحضرت پروردگار خود را بچشم سر من گفتم فرستادم کہ پس حق لا تدرکہ الابصار چرا فرمود ابن عباس گفت کہ ای وای بر فہم تو این آنوقت فرمود کہ حضرت حق بنور ذات تجلی فرماید و ابنِ عمر از ابنِ عباس گفتہ فرستاد کہ آنحضرت رب خود را در معراج دیدہ یا نہ گفت ابنِ عباس کہ آرے و بعد ازان ابنِ عباس گفت کہ حق خلت ابراہیم را داد و کلام موسے را و رویت محمد صلعم را کذا فی المعالم و ابی ذر روایت میکند کہ پرسیدم از رسول اللہ کہ آیا دیدی پروردگار خود را فرمود کہ یکبار لا ریب دیدم او را کما لا خطہ کنا شنیدہ شدہ ام و مروزی از امامِ احمد گفت کہ عائشہ میفرماید ہر کہ گفت آنحضرت ربِ خود را دید افترا کرد بر خدا پس این کلام چگونہ دفع کردہ شود امام فرمود

کہ آیت مین نفیِ ادراک ہے نہ نفیِ رویت اور ادراک کے معنی یہ ہین کہ شئے مرئی کے حدود و جوانب سے واقف ہونا اور رویت کہتے ہین کسی شئے کے بصر سے دریافت کرنیکو پس نفیِ ادراک سے نفیِ رویت لازم نہین آتی اور ابصار سے ابصار کفار مراد ہین جیسا کہ مینے استاد سے اوپر نقل کیا حضرت انس و ابن عباس و حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم اسکے قائل ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا چنانچہ ترمذی نے عکرمہ رضہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے پروردگار کو بچشم سر دیکھا جب مینے یہ سنا تو انکے پاس کہلا بھیجا کہ پھر خدا تعالے نے لا تدرکہ الابصار کیون فرمایا حضرت ابن عباس نے کہا کہ تمہاری سمجھ پر افسوس یہ ارشاد اسوقت کیلئے ہے جب حضرت حق بنور ذات تجلی فرمائے حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے پچھوایا کہ آنحضرت نے معراج مین اپنے پروردگار دیکھا تھا یا نہین انہون نے کہا کہ ہان پھر کہا کہ حق نے خلت ابراہیم کو اور کلام موسے کو اور رویت محمد صلعم کو عطا کی جیسا کہ معالم مین ہے اور ابی ذر سے مروی ہے کہ انہون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپنے پروردگار کو دیکھا فرمایا بیشک ایکبار مینے اسکو دیکھا اور اسی نے مجھے کہلایا مروزی نے حضرت امام احمد سے کہا کہ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ جسنے یہ کہا کہ آنحضرت نے اپنے رب کو دیکھا اسنے خدا پر بہتان کیا تو یہ قول کیسے دفع ہو سکتا ہے امام نے فرمایا

از قول نبوی که روایت دیدن ربی و قول نبوی بالاتر است
از قول عائشه کذا فی المواهب و در شفای قاضی عیاض
است که نقاش از امام احمد حکایت میکند که امام میفرمایند
که من بمعانه حدیث ابن عباس میگویم که حضرت صلعم
خدارا بچشم سر دیده است این کلام را چندان تکرار فرموده
که زبانش خاموش شده از امام ابوالحسن اشعری و امام
حسن بصری مروی است که قسم خورده گفته که آنحضرت
پروردگار خود را دیده است و اکثر صحابه برهمین متفق اند
و همین مذهب عروه ابن زبیر و کعب احبار و زهری
و تمام صحابه و تابعین و تبع تابعین است رضوان الله
علیهم اجمعین و مسلم ابو العالیه اورا از ابن عباس در تفسیر
ما کذب الفواد ما رای نقل میکند که آنحضرت
نہ جھوٹ بولا قلب اُس چیز میں جسکو دیکھا ۱۲
حق را دو بار بدیده دل هم دیده و طبرانی میگوید که یکبار
از دیده دل و بار دوم از دیده سر دیده و همچنین اختلاف
است در معراج خواب یا بیداری بعضے در بیداری
بروح و جسد قائل اند بعضے در خواب صرف بروح
اما آنانکه در خواب میگویند دلیل می آرند بقول عائشه
ما فقدت جسد رسول الله صلی الله علیه وسلم شب انکه
این قول قابل استدلال نیست چراکه قصه معراج
بروح و جسد در بیداری بروایت صحیحه قبل هجرت بود
و حضرت عائشه را همبستری در مدینه منوره نصیب شد

کہ خود آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے کہ میں نے اپنے پروردگار کو
دیکھا اور آپکا قول قول عائشہ رض سے بالاتر ہے جیسا کہ مواہب
میں ہے اور شفای قاضی عیاض میں ہے کہ نقاش حضرت
امام احمد سے حکایت کرتے ہیں کہ انھون نے فرمایا کہ میں
ابن عباس کی حدیث دیکھکر کہتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے
خدا کو بچشم سر دیکھا ہے اور اس بات کی اسقدر تکرار فرمائی
کہ کہتے کہتے تھک گئے امام ابوالحسن اشعری و امام حسن بصری سے
مروی ہے کہ ان دونوں نے قسم کھاکر کہا کہ آنحضرت نے اپنے
پروردگار کو دیکھا ہے اور اکثر صحابہ اسی پر متفق ہیں اور یہی مذہب
عروہ ابن زبیر و کعب احبار و زہری اور تمام صحابہ و تابعین
و تبع تابعین کا ہے مسلم ابو العالیہ سے اور وہ حضرت ابن عباس سے
آیۃ ما کذب الفواد کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت
صلعم نے دیدہ دل سے دو بار حق تعالی کو دیکھا ہے
اور طبرانی کے نزدیک ایکبار دیدہ دل اور دوسری بار دیدہ چشم
سے دیکھا ہے۔ اسیطرح معراج کے متعلق بھی اختلاف ہے
کہ بیداری میں ہوئی یا خواب میں بعض بیداری میں روح و جسم
ساتھ قائل ہیں اور بعض خواب میں صرف روحی معراج کے
جو لوگ معراج خوابی کے قائل ہیں وہ حضرت عائشہ کا اس قول
پیش کرتے ہیں رسول اللہ کا جسم گم نہیں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول قابل استدلال
نہیں کیونکہ قصہ معراج روحی و جسدی بیداری میں بروایت صحیح قبل ہجرت
واقع ہوا اور حضرت عائشہ کو ہمبستری مدینہ منورہ میں نصیب ہوئی

شاید معراج روحی هم در مدینه بحالت خواب بوده باشد
که ایشان حکایت ازان میکنند و روایت این روات
عائشه رض غالب نمیشود زیرا که روایت آنهاست که این معامله را
دیده اند و بطریق مشاهده بیان کرده اند کذا فی المدارج
و در شرح عقاید است که والمعنی ما فقد جسده
عن الروح بل کان معه روحه وجواب قول
انس رض که مقوی قول قائلین معراج روحیست صاف
ظاهر است که انس مشاهده معراج نکرده و نه از حضرت
شنفت چه معراج قبل هجرت بود و انس بشرف
خدمت حضرت بعد هجرت مشرف شده اند بعضی
دلیل معراج خوابی آیه کریمه مے آرند وما جعلنا
الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس و این
آیه در حال معراج نازل شده شیخ بدرالدین زرکشی
از جریری و امام مالک نقل میکنند که رؤیا بمعنی دیدن
چشم نمی آید جواب اینکه این حجت ناتمام است چه رؤیا
بمعنی رویت بصر هم آمده است چنانکه قریب و قربی
فی رسالة المعراجیة للرازی ان الرؤیا
هی الرؤیة یقال رأی بصری رؤیة ورؤیا واذا
کان الرؤیا والرؤیة واحد فی المعنی
فلا ینبغی للخصم فیه حجة بل نقول هذه

ممکن ہے کہ معراج روحی مدینہ میں بھی خواب میں ہوئی ہو
جسکی وہ حکایت کرتی ہیں علاوہ اسکے حضرت عائشہ
کی روایت اُن لوگون کی روایت پر جنہوں نے یہ معاملہ
دیکھا اور بطریق مشاہدہ بیان کیا ہے غالب نہیں ہو سکتی
کذا فی المدارج شرح عقائد میں ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپکا
جسم روح سے جدا نہیں ہوا بلکہ آپکی روح کے ساتھ تھا اور
جواب قول انس رض کے مقوی قول قائلین معراج روحی ہے
صاف ظاہر ہے کہ انس رض نے مشاہدہ معراج نہیں کیا اور نہ
آنحضرت صلعم سے سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی تھی
اور انس رض آنحضرت کی شرف خدمت سے بعد ہجرت مشرف
ہوئے ہیں اور بعض معراج خوابی کی دلیل اس آیت سے لاتے ہیں
کہ وما جعلنا الرؤیا التی الخ اور یہ آیت حال معراج
میں نازل ہوئی شیخ بدرالدین زرکشی جریری اور امام مالک سے
نقل کرتے ہیں کہ رؤیا آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں نہیں آیا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حجت ناتمام ہے کیونکہ رؤیا رویت
بصر کے معنی میں بھی آیا ہے جسطرح قریب و قربی رسالہ معراجیہ
امام رازی میں ہے کہ رؤیا سے مراد رویت ہے کہا جاتا ہے رای
بصری رؤیة ورؤیا اور جب رؤیا اور رویت ایک معنی
ہوئے تو مخالف کے لئے اس میں حجت لائق
نہیں بلکہ ہم کہیں گے کہ یہ آیت قول معراج کی صحت پہ
حجت ہے [illegible]

لہ یعنی اس رویت کو جو تمکو دکھلائی آدمیون کے لئے فتنہ کیا ہے ۱۲

الآية حجة على صحة القول بالمعراج لان هذه
تدل على ان هذه الرويا صارت فتنة للناس
لان اليهود قد يرى العرش والكرسي والجنة
والنار في النوم فكيف يبعد ذلك من محمد صلعم
فعلمنا ان الفتنة انما وقعت لانه صلعم
ادعى رويتها في اليقظة بالشخص وثبت
ان هذه الآية تدل على انه صلعم ادعى
حصول هذه الحالة في اليقظة وكل ما
ادعاه فهو حق فثبت ان هذه الآية دالة
على صحة قولنا انتهى و ابن عباس درین آیت
رویا را تفسیر برویة بصر میفرمایند و پر ظاهر است که برویت
بصر فتنه و آزمائش است همان موجب انکار و کفر کفار
و باعث ازدیاد ایمان مومنان میشود ورنه درخواب
مقام انکار نه که خواب عادتی است که دیده میشود و بر تقدیر
تسلیم اینکه رویا بمعنی دیدن درخواب است نه به بصر این
از کجا ثابت شد که این آیت در قصه معراج نزول یافته
چراکه اہل تحقیق نزول این آیت را در قصه حدیبیه بیان کرده اند
و از رویا آن خواب مراد میگیرند که آنحضرت دیده بودند
که عمره ادا کردم و طواف خانه کعبه بجا آوردم الی آخر القصه
و کسانیکه میگویند که این آیت از سوره مکی است و قصه مدنی

اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رویا لوگون کے لئے فتنہ
ہو گئی کیونکہ یہود بھی عرش و کرسی و جنت و دوزخ کو
خواب مین دیکھتے تھے پس یہ امر رسول اللہ صلعم سے
کیا بعید ہے لہذا معلوم ہوا کہ سبب فتنہ یہ ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے بحالت بیداری اپنی رویت شخصی کا دعوی
کیا اور یہ ثابت ہے کہ یہ آیت اس امر پر دلالت
کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بیداری مین اس
حالت کے حصول کا دعوی کیا اور جس چیز کا دعوی
آپنے کیا وہ حق ہے لہذا ثابت ہوا کہ یہ آیت ہمارے
صحت قول پر دلالت کرتی ہے انتہی حضرت ابن عباس
اس آیت مین رویا کی تفسیر رویت بصر سے فرماتے ہین
اور یہ ظاہر ہے کہ برویت بصر فتنہ و آزمائش ہے اور وہی
سبب انکار و کفر کفار اور باعث ازدیاد ایمان مومنین بھی
ورنہ خواب مین انکار کی وجہ نہین کیونکہ خواب عادتاً
دیکھا جاتا ہے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ رویا کی معنی خواب مین
دیکھنے کے ہین نہ آنکھ سے دیکھنے کے تو بھی یہ کہانسے
ثابت ہوا کہ یہ آیت معراج کے قصہ مین نازل ہوئی کیونکہ
اہل تحقیق کہتے ہین کہ یہ آیت قصہ حدیبیہ[١] مین نازل ہوئی اور رویا سے خواب
مراد لیتے ہین جو آنحضرت صلعم نے دیکھا تھا کہ مینے عمرہ ادا کیا اور طواف
خانہ کعبہ کیا الی آخر قصہ اور جو لوگ کہتے ہین کہ یہ آیت مکی سورۃ کی ہے اور قصہ مدنی

[١] حدیبیہ ایک گاؤن ہے مکہ معظمہ سے تقریباً دو کوس ١٢

لہذا تردد است پس رفع تردد میشود کہ خواب آنحضرت
در مکہ دیدہ باشند و ہنگام تشریف آوری بمدینہ
ہمونجا بیان فرمودہ و ابو العباس قرطبی میفرماید کہ
از رویا رویت عین است فی قصۃ نزول
جبرئیل ببدر الی آخرہا و قطع ما گر از رویا خواب
ہم مراد گردد میتواند چہ کہ ممکن است کہ آنحضرت این
معاملہ را در خواب ہم دیدہ باشند کہ در جنگ بدر
بچشم ظاہر مشاہدہ فرمودہ و وجوہ معقولہ منکرین نیز
چند اند اول آنکہ جسد ثقیل است کائن الفساد پس
صعودش بسوی سماوات و عرش چسان معقول شود
جوابش اینکہ مرویست کہ آنحضرت بعد مراجعت
چون خبر داد اہل مکہ را بدان ابوجہل گفت تا حال
میگفتی کہ جبرئیل از آسمان بما می آید و ما تصدیق تو
نمیکردیم اکنون بہر رفتن خود میگوئی و آنہم در ساعتے
پس چگونہ تصدیقت کنیم و برفت پیش صدیق اکبر
و گفت نمیگفتم ترا کہ (معاذ اللہ) صاحب تو کاذب
است و نمیگفتم کہ پرہیز اندرز ہمہ تلخ یا نہ پذیرفتی اینک
چہ میتوانی گفت کہ قطعاً کذبش ظاہر شد ابوبکر
پرسید کہ از چہ گفت کہ میگوید شب گذشتہ باسمان
رفتم و گردیدم در جنان و دوزخ و رجوع کردم و

اسلئے تردد ہوتا ہے تو وہ بھی یون رفع ہوتا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے خواب مکہ میں دیکھا اور مدینہ میں تشریف لاکر
بیان فرمایا ہو ابو العباس قرطبی کہتے ہین کہ اِس قصہ
میں جو بدر[1] مین نزول جبرئیل کا ہے رویا سے رویت
عین مراد ہے اور اگر رویا سے خواب بھی مراد لیں تو
ہوسکتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ معاملہ
خواب میں بھی دیکھا ہو جو جنگ بدر میں آنکھ سے ملاحظہ فرمایا
اور وجوہ معقولہ منکرین بھی کئی ہیں اول یہ کہ جسم ثقیل
کائن الفساد ہے (موجود حادث ۱۲) اسکا صعود آسمان و عرش پر کیسے ہو سکتا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے جب واپس تشریف
لاکر یہ خبر اہل مکہ کو دی تو ابوجہل نے کہا کہ ابتک تو
تم کہتے تھے کہ آسمان سے جبرئیل میرے پاس آتے ہیں
اور ہم اسی کو نہیں مانتے تھے تو اب جو تم اپنے جانے
کی بابت کہہ رہے ہو اور وہ بھی ایک گھڑی میں اسکو
کیسے مان لیں۔ پھر وہ حضرت صدیق اکبر کے پاس
جا کر کہنے لگا کہ میں تم سے نہیں کہتا تھا (معاذ اللہ) تمہارا آقا
جھوٹا ہے ایسے شخص سے پرہیز کرو تم نے میری نصیحت نہ مانی
اب کیا کہہ سکتے ہو اسکا جھوٹ تو ظاہر ہو گیا حضرت
ابوبکر نے پوچھا کہ کس بات سے جھوٹ ظاہر ہوا کہنے لگا کہ
کہتے ہیں کہ میں شب گذشتہ آسمان پر گیا اور جنت دوزخ کی سیر

[1] بدر اُس مقام کا نام ہے جہاں کنارستہ اور رسول اللہ صلعم سے سنہ ۲ھ میں لڑائی ہوئی ۱۲

ساعت واحد ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمود کہ اگر فرمودہ است
راست است و حاشا ابوبکر صدیق ابی جہل جاہل را
تصدیق نکردہ بل رسول اللہ را و برفت پیش آنحضرت
و ازین خبر خبر بازجست آنحضرت فرمود کہ آیا راست
بے کاست خواہی دانست و عقل جزوی را دخل
نخواہی داد عرض کرد کہ چرا نہ تصدیق خواہم کرد کہ
ہرگاہ حق تعالی قادر است بر اہباط جبرئیل از آسمان
بزمین باآنکہ او روحانی است ہبوط نمیتواند
پس اگر ترا بر آسمان برد چہ محال باشد آنحضرت
با ابوبکر ہمدرین قیل و قال بود کہ بیاورد جبرئیل علیہ السلام
والذی جاء بالصدق وصدق بہ پس
جائی بالصدق آنحضرت شد و الذی صدق
ابوبکر صدیق ازان روز صدیق نام یافت شبہہ
دوم اینکہ اینقدر مسافت طویلہ چگونہ ممکن است کہ
قطع شود درین مدت قلیلہ جوابش بوجوہ اینکہ اولاً
چنانکہ نزول جبرئیل از اعلی السموات در زمانہ قلیلہ بعید
نیست ہمچنین صعود آنحضرت چسان بعید میتواند-
ثانیاً آنکہ در علم ہندسہ ثابت شدہ کہ نسبت قطر
بسوے دور ہمچو نسبت واحد است بہ ثلاثہ

اور ایک ساعت مین لوٹ آیا حضرت ابوبکر نے فرمایا اگر
اُنھون نے یہ فرمایا ہے تو سچ ہے اور اسیطرح اُنھون نے ابوجہل جاہل کی
بات نہ مانی بلکہ رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی اور آپکی
خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا آنحضرت صلعم نے
فرمایا کیا تم بے کم و کاست سچ سمجھو گے اور عقل جزوی کو
دخل تو نہ دو گے اُنھون نے عرض کیا کہ مین تصدیق کیون
نکرونگا حالانکہ یہ جانتا ہون کہ خداوند تعالی جبرئیل کو
آسمان سے زمین پر اتارنے مین قادر ہے باوجودیکہ وہ روحانی
ہین اور اُتر نہین سکتے پس اگر آپکو آسمان پر لیگیا تو
کیا دشوار ہوا آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر سے یہ باتین
کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل اُترے اور یہ آیت لائے کہ والذی[1]
جاء بالصدق پس جائی بالصدق آنحضرت صلعم
ہوے اور والذی صدق ابوبکر صدیق- اُسی روز سے
اُنکا نام صدیق ہوگیا- دوسرا شبہہ یہ کہ اتنی بڑی مسافت
ایسی کم مدت مین کیسے قطع ہوئی اِسکا جواب کئی طرح سے ہے
اول یہ کہ جسطرح حضرت جبرئیل کا اُترنا اعلی سموات سے کم مدت
مین بعید نہین اِسیطرح آپکا صعود کیسے بعید ہوسکتا ہے
دوسرے یہ کہ علم ہندسہ سے یہ امر ثابت ہے کہ قطر[2] کی نسبت
دور کے ساتھ ویسی ہے جیسے ایک کی نسبت تین

[1] اور وہ شخص کہ سچائی کے ساتھ آیا اور اُسکی تصدیق کی ۱۲ [2] قطر باصطلاح علم ہندسہ و ہیئت اُس خط کو کہتے ہین جو درمیان دائرہ کھینچا جائے اِس طرح کہ وہ خط مرکز اور دائرہ پر گذرکر دائرہ کو نصف نصف کردے ۱۲ مترجم

وسبعه پس نسبتِ آن نصف قطر است به نصف دور
واین نسبت بعینها همچنانست وفلک از اول تا آخر
شب میگردد به نصف دور وصعود نبوی از مکه تا فوق
سما باشد ثلثا نصف الدور او اقل و برین تقدیر خواهد بود
دلیل منتج للنزول والصعود. ثالثاً آنکه کرهٔ شمس مثل
کرهٔ ارض است یکصد و شصت و سه مرة واین کره طالع
میشود در زمان قلیل پس چگونه صعود آنحضرت در زمان
قلیل بعید باشد. رابعاً قصهٔ بلقیس آوردن تخت او
در طرفة العین منقول است بوجه علم کتاب بودن مر او را
پس آنحضرت که عالم قرآن مجید بود چسان ازین کم میتوانست
خامساً آنکه حق تعالے ابلیس را طاقت آن داده است که
نقل میکند از مشرق و مغرب در کمتر از لمحه بهر اغوا و وسوسه
پس شانِ نبوی را چه توان کرد و گفت که آن خیر الخلایق را
است. سادساً آنکه مشهور است که بیننده نمی بیند آفتاب را
مگر وقتِ خروج شعاعِ بصری واتصالش بوی پس
لازم است بر اوشان که بگویند که هرگاه بکشائیم چشم را
و بینیم زحل را پس برود شعاعِ بصر دران لحظهٔ لطیفه از
عین رای بسوی فلک زحل در زود بیاید واین میتوانند
لاجرم آنحضرت چسان نروند در زمانِ قلیل بفوقِ سموات
سابعاً آنکه وتعالے معراجِ ابراهیمی بیان فرمود که وکذلک نری
ابراهیم ملکوت السموات والارض پس بیگمان

اور سات کے ساتھ پس اُسکی نسبت نصف قطر ہی نصف دور کے
ساتھ اور یہ نسبت بعینہا ایسی ہی ہو اور اول سے آخر شب تک
آسمان بہ نصف دور گھومتا ہو اور صعود نبوی مکہ سے آسمان
کے اوپر تک نصف دور کا دو ثلث ہوگا یا کم اور اس
صورت میں دلیل منتج نزول و صعود کی ہوگی تیسری یہ کہ
کہ کرہ شمس کرہ ارض کا ایک سو تریسٹھ گنا ہو اور یہ کرہ بہت ہی
تھوڑی مدت میں طلوع ہوتا ہو لہذا آنحضرت کا صعود
زمان قلیل میں کیسے بعید ہو سکتا ہو. چوتھی یہ کہ قصہ بلقیس میں
جو ایک لمحہ میں تخت لانیکا ذکر ہو بوجہ انکو علم کتاب ہونیکے
تو آنحضرت صلعم جو عالم قرآن مجید تھے وہ اس سے کم کیسے
ہو سکتے ہیں. پانچویں یہ کہ حق تعالے نے ابلیس کو یہ طاقت
دی ہو کہ وہ گمراہ کرنے کے لئے ایک لمحہ میں مشرق سے
مغرب پہنچ جاتا ہو تو بہلا شانِ نبوی صلعم کے متعلق کیا
خیال کیا جا سکتا ہو جو خیر الخلایق ہو. چھٹی یہ کہ مشہور ہو کہ
دیکھنے والا آفتاب کو اسوقت تک نہیں دیکھتا جبتک نظر
آنکھ سے نکلکر آفتاب سے مل نہیں جاتی پس اُنپر یہ کہنا لازم ہو کہ جب
ہم آنکھ کھولکر زحل کو دیکھتے ہیں تو نظر فوراً فلک زحل تک جاکر واپس
آجاتی ہو اور جب یہ ہو سکتا ہو تو پھر آنحضرت صلعم آسمانوں پر
تھوڑی مدت میں اسطرح کیسے نہیں جا سکتے تھے. ساتویں یہ کہ
حق تعالے نے معراجِ ابراہیمی کے متعلق فرمایا کہ اور ایسے ہی
ابراہیم کو ملکوت آسمان و زمین دکھایا جب حضرت

قوی گردانید ابراہیم را کہ دیدند جمیع ملکوت چرا جائز نبود
کہ آنحضرت را آنمایہ نیز کرامت فرماید کہ در یکدم با ماکن
بعید تشریف برند۔ شبہہ دیگر اینکہ این واقعہ در روز چرا
نشد جوابش آنکہ شان او تعالیٰ شانہٗ ہست کہ یفعل ما
یشاءُ ویحکم ما یرید۔ و این حالت اگر بروز
بیشد تمیز صدیق از زندیق چگونہ مے گشت۔ شبہہ آخر لازم
می آید کہ در جرم آسمان فطور بیشد جوابش آنکہ مر آسمان را
بابہا اند کہ گشادہ میشوند باری و بند میشوند و حکمت معراج
آنست کہ روح و جسد مثل متضادین اند چہ کہ روح سماویہ
علویہ نورانیہ است و بدن کثیف ظلمانی سفلی و اکثر
بر خلق غالب است کثافت بدن و ظلمت فلا جرم
القیت ارواحہم فی الاجساد ولیکن حضرت
صلعم را روح غالب بود فلہذا چون صعود کرد روح
تابع آن شد جسد پس باید دانست کہ خلق تا نمیرند
از ثقل جسد خلاص نشوند اما محمد صلعم ہمدرین حیات
از کدورت جسد رستگاری دارد ولہذا حاصل شد او را
در دنیا آنچہ دیگران را در آخرت باشد وبہذا التقریر
ظہر حیوتہ کانت موتا فلہذا قال انک
میت فلما کانت موتا کان شرفہا عند
جمیع الاجساد وکان نورا محضا صرفا والیہ

جب حضرت ابراہیم کو کل ملکوت[1] دیکھنے کی قوت دیگئی
تو کیا یہ ممکن نہیں کہ آنحضرت صلعم کو بھی ویسی ہی قوت
عطا فرمائی ہو جس سے آپ ایک گھڑی میں اماکن بعیدہ
تشریف لے گئے ہوں دوسرا شبہہ یہ کہ یہ واقعہ دن میں (دن جلیسین ۱۲)
کیوں نہیں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی شان
یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسکا
حکم کرتا ہے یہ واقعہ اگر دن میں ہوتا تو صدیق کی زندیق سے
تمیز کیسے ہوتی ایک اور شبہہ یہ لازم آتا ہے کہ جرم آسمان میں فطور ہوتا اسکا جواب
یہ ہے کہ آسمانوں میں بھی دروازہ ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں اور حکمت معراج
یہ ہے کہ روح و جسم مثل دو متضاد کے ہیں کیونکہ روح سماوی علوی
و نورانی ہے اور بدن کثیف ظلمانی سفلی اور اکثروں پر کثافت ظلمت
جسم غالب ہے اسلئے انکی روحیں جسموں میں پھنسی پڑی ہوئی ہیں
مگر آنحضرت صلعم کی روح مبارک غالب تھی اسلئے جب آپکی روح
مبارک نے صعود فرمایا تو جسم اسکا تابع ہو گیا اور آدمی جبتک
مرتا نہیں جسم کے ثقل سے نجات نہیں پاتا مگر آنحضرت صلعم اسی
زندگی میں کدورت جسمانی سے پاک تھے اسلئے آپکو اسی دنیا میں
وہ حاصل ہوا تھا جو اوروں کو آخرت میں ہوگا اور اسیطرح
ظاہر ہوئی آپکی حیات جو موت تھی اسی لئے فرمایا کہ تو مردہ ہے
پس جب آپکی یہ موت ہوئی تو اور اجساد کی موت پر اسکا شرف
ہوا اور آپ نور محض صرف تھے اور اسی طرف

[1] ملکوت اصطلاح صوفیہ میں عالم معانی و عالم ارواح کو کہتے ہیں ۱۲

الاشارة بقوله اول ما خلق الله نوری
وقال لست کاحدکم انی ابیت عند ربی
یطعمنی ویسقینی وتنام عینانی ولا ینام
قلبی فالحاصل ان آثار الروحانیة کانت
غالبة فی حقه وآثار الجسمانیة مغلوبة
فلهذا السبب حصل ذلک الاسراء هذا
وباقی بسط اگر خواهی در رسالہ معراجیہ امام رازی ومنہاج
العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری باید دید وبدانکہ
جمہور سلف وخلف یقین کلی دارند برانیکہ تمام سیر وعروج
آنحضرت از ابتدا تا انتہا بروح وجسد در بیداری شد چنانچہ
ابن عباس وجابر وانس وحذیفہ وعمر ابن الخطاب وابی ہریرہ
ومالک ابن صعصعہ وابن مسعود وغیرہم راہمین مذہب
است واز تابعین ضحاک وسعید ابن جبیر وقتادہ وسعید
ابن المسیب وحسن وابراہیم ومسروق ومجاہد وعکرمہ و
ابن جریج وغیرہ واز آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ دلیل
مے آرند از انجملہ آیہ کریمہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ
(پاک ہی وہ ذات جسنے سیر کرائی اپنے بندہ کو)
است واجماع است برانیکہ مراد از عبد درین آیت آنحضرت
صلعم است ودرین آیت چند وجوہ تعظیمی اند یکے آنکہ دلالت
میکند برآنکہ او تعالی مستحق تسبیح وتعظیم است در بودن
اینحالت عجیبہ در یقظہ وچون این را صلہ تسبیح خود گردانید
کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لامحالہ این اسرا

آپکے اس ارشاد سے اشارہ ہے کہ پہلے جس چیز کو اللہ نے
پیدا کیا وہ میرا نور تھا اور فرمایا کہ مین تمہاری طرح
نہین ہون مین اپنے پروردگار کے پاس رہتا ہون
جو مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور میری آنکھین سوتی ہین اور میرا قلب
نہین سوتا خلاصہ یہ کہ آثار روحانیت آپ پر غالب تھے
اور آثار جسمانیت مغلوب اسی سبب سے آپکو یہ سیر حاصل ہوئی
زیادہ تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ معراجیہ امام رازی و
منہاج العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری دیکھنا
چاہیے جمہور سلف وخلف اسکا یقین رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلعم کو ابتدا سے انتہا تک تمامی سیر وعروج روح وجسم سے
بیداری مین ہوئی چنانچہ حضرت ابن عباس وجابر وانس وحذیفہ
وعمر بن الخطاب وابی ہریرہ ومالک ابن صعصعہ وابن مسعود
وغیرہم کا اور تابعین مین ضحاک وسعید ابن جبیر وقتادہ و
وسعید ابن المسیب وحسن وابراہیم ومسروق ومجاہد وعکرمہ
وابن جریج وغیرہم کا یہی مذہب ہے اور وہ آیات قرآنیہ
واحادیث صحیحہ سے دلیل لاتے ہین ازانجملہ آیہ کریمہ سبحان
الذی الخ ہے اور اسپر اتفاق ہے کہ اس آیت مین عبد سے
آنحضرت صلعم مراد ہین اور اس آیت مین چند تعظیمی وجوہ ہین
اول یہ کہ جناب باری مستحق تعظیم وتسبیح ہے کیونکہ ایسی
عجیب بات بیداری مین ہوئی اور جب اس بات کو
اپنی تسبیح کا صلہ ٹھہرایا کہ سبحان الذی الخ لامحالہ یہ سیر

مخالف عادة باید تا فعل او دال بر کمال قدرت و جلال
باشد و حصول رویت در نوم از امور عجیبه نبود پس ز
این تسبیح چگونه بود لیکن اسرا معه جسد در شب واحده الی
فوق السماوات عجیب و خارق عادت است لذا استحقاق
تسبیح بود فوجب حمله علیه دوم آنکه یهود و نصاری
دیده اند جنت و نار را در نوم و مقصود از و آنکه این واقعه
شرح تعظیم حال محمدی باشد واذا کان کذلک فمتنع
حمله علی النوم و قول قائل که سبب تعظیم آنست که آنحضرت
این اشیا را در نوم دید برویة مطابقة گوییم این نیز از
امور عجیبه نبود چه مثل این رویا اکثری میتوانند دید سوم آنکه
فرموده او تعالی اسری بعبده والاسراء هو ذهاب
بدن الانسان فی اللیل لهذا اگر مجرد نوم بودے
اسرا چه فائده میداد و بعبده خود دلیل آنست که مراد از عبد
شخص و بدن باشد قال الله وانه لما قام عبد الله
وقال فی صفة المتقین وعباد الرحمن یمشون
علی الارض هونا و خود حجت این معراج حدیث مشهور
است و هو ما روی معمر عن الزهری عن عروة
انه قال لما اسری رسول الله اصبح فاخبر الناس
فارتد به ناس ممن آمن و فتنوا به وکذبوا
و سعی ابو جهل الی ابی بکر و قد سبق فیما سبق
ولو کان الذی ذکره رسول الله مجرد النوم

مخالف عادت ہونا چاہیے تاکہ اسکا فعل کمال قدرت و
جلال پر دلالت کرے اور خواب میں حصول رویت
کوئی عجیب بات نہیں لہذا وہ اس تسبیح کا سبب نہیں
لیکن آسمانونکی سیر ایک ہی رات میں جسم کے ساتھ یہ البتہ عجیب
و غیر معمولی بات ہے اور اسیلیے حق مستحق تسبیح ہوا پس اسکا
حمل اسپر واجب آیا دوسرے یہ کہ یہود و نصاری نے جنت و
دوزخ خواب میں دیکھی تھی اور اس سے مقصود یہ تھا کہ آنحضرت کے
حال کی تعظیم اس واقعہ سے ہو جائے اور جب یہ ہے تو اسکا خواب پر
قیاس کرنا ممنوع ہے اور یہ کہنا کہ سبب تعظیم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے ان چیزونکو خواب میں اسطرح دیکھا جیسی کہ وہ در اصل ہیں تو
میرے نزدیک یہ بھی امر عجیب نہیں کیونکہ ایسے خواب اکثر لوگ دیکھتے
ہیں تیسرے یہ کہ حق تعالی نے اسری بعبدہ فرمایا اسرا کے معنی ہیں
جسم انسان کو رات میں سفر کرنیکے لہذا اگر صرف خواب ہوتا تو
اسرا سے کیا فائدہ ہوتا بعبدہ خود اسکی دلیل ہے کہ عبد سے مراد
شخص و بدن ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اور بیشک جب بندہ خدا
کھڑا ہوا اور متقین کی صفت میں ارشاد ہے کہ اور رحمن کے بندے
زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور خود معراج کی حجت یہ حدیث مشہور ہے
جو معمر نے زہری سے اور انہوں نے عروہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب
رسول اللہ صلعم نے سیر کی اور صبح ہوئی تو آپ نے اسکی خبر لوگونکو دی تو
لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہ مرتد ہو گئے اور فساد کیا اور یہ خبر
جھٹلائی اور ابو جہل حضرت ابوبکر کے پاس دوڑا گیا اور گذرا
جو کچھ گذرا اور جس امر کو رسول اللہ صلعم نے ذکر کیا اگر محض خواب ہوتا

لما وقعت الفتنة والارتداد والتکذیب
واز حضرت استادی سماعت دارم کہ این حدیث
معراجیہ جسدی قوی است وہمین موجب رفعت
شان نبوی است صلعم ورنہ درخواب بسیار اولیارا
دیدار الٰہی میسر آمدہ پس فضیلت آنحضرت حاصل
نخواہد شد بگفتن واعتقاد کردن اینکہ آنحضرت را بجسد
معراج شد۔ وخدارا باین چشم ظاہر مشاہدہ فرمود اکنون
فائدہ معنی آیہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین
او ادنی باید دانست کہ حضرت جعفر صادق میفرمایند
کہ دنی یعنی نزدیک شد آنحضرت بہ پروردگار خود
بے کیف فتدلی پس برداشت حجاب را واندران
حجاب رفت وآنرا بدستور گذاشت آنجا ملکے مقرب را
گنجایش نبود وآنحضرت را باز کسے ندید وآنحضرت
حجاب بے نہایت طے فرمود حتی کان بین الحبیب والمحبوب
قاب قوسین ودر شرح تعرف مینگارد کہ ہرگاہ
آنحضرت از جبرئیل جدا شد ہفت مقام را طے فرمود
کہ جبرئیل از اول مقام آن ہم خبر نداشت پس معنی این
آیہ کریمہ مشکل اند وبعضے ارباب حال مینویسند کہ
مراد از قوسین حاجبین اند یعنی از دو ابرو زیادہ
قرب شد۔ وادنے عبارت است از سیاہی وسفیدی چشم

تو یہ فتنہ ارتداد وتکذیب ہوتا مینے اپنے حضرت استاد
سے سنا ہے کہ یہ حدیث معراج جسدی قوی ہے اور یہی سبب
علو شان آنحضرت صلعم ہے ورنہ خواب مین تو بہت سے
اولیا اللہ کو دیدار حق میسر ہوا ہے تو آنحضرت کی فضیلت
بلا اس کہنے اور اعتقاد کرنیکے کہ آپکو معراج جسدی حاصل
ہوی اور آپنے خدا کو اسی ظاہری آنکھ سے مشاہدہ فرمایا
نہین حاصل ہو سکتی۔ اب فائدہ معنی آیۃ دنی[ل] فتدلی
الخ جاننا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ دنے یعنی آنحضرت صلعم اپنے
پروردگار سے بے کیف نزدیک ہوے فتدلی پس
حجاب اُٹھایا اور اسمین گئے اور اسکو بدستور چھوڑ دیا
وہان کسی ملک مقرب کی گنجایش نہ تھی اور آنحضرت
صلعم کو پھر کسی نے نہ دیکھا اور آنحضرت صلعم نے بے انتہا
حجاب طے فرمائے یہانتک کہ حبیب ومحبوب مین
دو کمانون کی برابر فاصلہ رہگیا۔ شرح تعرف مین ہے
کہ جب آنحضرت صلعم جبرئیل سے جدا ہوے تو سات مقام
طے کیے جسکے اول ہی مقام کی جبرئیل کو خبر نہوی پس اس
آیۃ کی معنی بیان کرنا مشکل ہین بعض ارباب حال لکھتے ہیں
کہ قوسین سے حاجبین مراد ہین یعنی دو ابرو سے زیادہ
قرب ہوا اور ادنے سے آنکھ کی سپیدی وسیاہی مراد

ل نزدیک ہوا اور اُترا یا پس پہنچے دو کمان کی مسافت تک یا اس سے زیادہ نزدیک ۱۲

یعنی قرب حضرت در جناب الٰہی چنان بود کہ قرب
دو ابرو باہم بلکہ نزدیکتر ازین ہم چنانکہ سفیدی چشم
باسیاہی او آمیختہ میباشد وبعضے گفتہ اند ترک نفسہ
فی السماء فتدلی وترک قلبہ فی سدرۃ
المنتہی وترک روحہ بقاب قوسین
او ادنی فبقی سرہ وربہ یعنی گذاشت آنحضرت
نفس را بر آسمان وپیش شد وگذاشت دل مطہر را در
سدرۃ المنتہی وگذاشت روح را بر مقام قاب قوسین
او ادنٰی وباقی ماند سر او وپروردگار او۔ ودر تفسیر
روایت است از ابن عباس کہ در تفسیر کریمہ مذکور
فرمود کہ فرق بود میان او وحق برابر ہر دو دست
یعنی قوسین بمعنی ذراعین است وقوس را ذراع
ازان گویند کہ قیاس کردہ میشود برو مزروع۔ نقل است
کہ کسے از ابو الحسن نوری معنی این آیہ پرسید فرمود
آنجا کہ حقیقت جبرئیلی را بار نبود بیچارہ نوری را چہ
حقیقت وکدام است کہ انکشاف این سر کند
و باز گفت دنٰی عقب بعد میشود اینجا بعد کجا وقاب
اشارت بمقدار است ومقدار اینجا در کدام شمار۔
وتدلے در مکان میشود آنجا مکان نے وفکان عبارت
از زمانہ است آنجا زمان نے وقوسین کنایہ از
مثال است ومثال را آنجا مثال نے واو کلمہ شک است

یعنی آپکا قرب حضرت حق سے ایسا تہا جیسے دو ابرو
ملے ہوئی بلکہ اِس سے بہی زیادہ نزدیک جسطرح
آنکھ کی سفیدی سیاہی سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بعض
کہتے ہین کہ ترک نفسہ الخ یعنی آنحضرت صلعم نے
نفس آسمان پر چھوڑا اور قلب مطہر سدرۃ المنتہٰے
مین اور روح اقدس قاب قوسین او ادنٰی مین
پس آپکا سر اور پروردگار باقی رہگیا تفسیر تیسیر مین
حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے
اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ آپکے اور حق کے
درمیان دو ہاتہ کا فاصلہ تہا یعنی قوسین ذراعین
کے معنی مین ہے قوس کو ذراع اسلئے کہتے ہین کہ
اُسپر مزروع قیاس کیا جاتا ہے۔ نقل ہے کہ کسی نے
حضرت ابو الحسن نوری سے اِس آیت کے معنی پوچھے
اُنہون نے فرمایا کہ جہان حقیقت جبرئیلی کا دخل
نہین تو بیچارے نوری کی کیا حقیقت جو اسکا بہید
ظاہر کرے۔ پھر فرمایا کہ دنٰی بعد کر بعد ہوتا ہے وہان
بُعد کہان اور قاب مقدار کا اشارہ ہے وہان
مقدار کس شمار مین اور تدلے امکان مین ہوتا ہے
وہان مکان نہین اور فکان زمانہ سے عبارت ہے
وہان زمانہ نہین اور قوسین مثال سے کنایہ ہے
مثال کی وہان مثال نہین اور او کلمہ شک ہے

شک آنجا بیشک معدوم و او ادنی مبالغہ است
میان ہر دو یعنی نزدیک تر و آنجا نزدیکی را نزدیکی نیست
این مقام از اظہار و بیان دور است و علم جمیع
خلایق در تفسیر این آیت معترف بقصور و حکمت در
ذکر قوسین اینست کہ ہرگاہ عرب باہم عہد می بستند
میخواستند کہ باز آن عہد نشکنند پس ہر دو کمانہا
خود می آوردند و مساوی میکردند و یکدفعہ کمانہائے
خود را قبضہ گرفتہ یکساعت تیرے سے انداختند
تا معلوم میشد کہ این را بآن کس عہد مضبوط بستہ شد
کہ باز از آن برگشتگی متصور نیست پس ازین آیت اشارت
است کہ حضرت را با حق اینقدر محبت است کہ ہر کہ
مقبول رسول اللہ شد او مقبول اللہ است و علی ہذا مردود او مردود چنانچہ
در کلام مجید بچندجا واقع است و بعضے میگویند کہ
دنے اشارت است از مقام نبوی و فتدلی اشارت
از مقام قلب و قاب قوسین از مقام روح و او ادنی
اشارت است از سر محمد درین چار مقام ذات و دل
و روح و سر ہریک بمطلب خود رسیدند مثلاً ذات آنحضرت
مطہر آنحضرت بمقام خدمت و دل در مقام محبت
و روح در مقام قربت و سر در مقام مشاہدہ است پس
مسئلہ دوم معرفت کمال اشیا چگونہ است
از دیدن و شنیدن یا از غیر آن الجواب باید دانست

وہاں شک یقینی معدوم ہے اور ادنے دونوں کے درمیان
مبالغہ ہے یعنی نہایت نزدیک اور وہاں نہایت
نزدیک کی گنجایش نہین یہ مقام اظہار و بیان سے
دور ہے اور سبکا علم اس آیت کی تفسیر مین معترف بقصور
قوسین کے ذکر مین حکمت یہ ہے کہ جب اہل عرب آپسمین ایسا
معاہدہ کرنا چاہتے تھے جو پھر نہ ٹوٹے تو دونوں شخص
اپنی اپنی کمانین ایک مین ملاکر ایک ساتھ تیراندازی
کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہوجاے کہ انکو آپسمین مضبوط معاہدہ
ہوگیا جو ٹوٹ نہین سکتا پس اس آیت سے یہ اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلعم کو حضرت حق سے اسقدر
محبت ہے کہ جو آپکا مقبول ہے وہ حق کا مقبول
اسیطرح جو آپکا مردود ہے وہ اُسکا مردود ہے چنانچہ کلام مجید
مین کئی جگہ واقع ہے اور بعض کہتے ہین کہ دنیٰ
سے مقام نبوی اور فتدلی سے مقام قلب اور قاب
قوسین سے مقام روح اور اوادنے سے سر محمدی
صلعم کی طرف اشارہ ہے ان چار مقام مین ذات دل
روح و سر ہرایک اپنے مطلب پر پہنچے مثلاً ذات اقدس
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقام خدمت مین اور
دل مقام محبت مین اور روح مقام قرب اور سر مقام مشاہدہ مین
دوسرا مسئلہ اشیا کی معرفت کیونکر حاصل ہوتی ہے
دیکھنے سننے سے یا اسکے علاوہ جواب جاننا چاہیے

کہ حقیقتِ اشیا پیشِ صوفیہ تعینِ وجود است
در حضرتِ علم باعتبارِ شانے کہ آن شئے مظہرِ اوست
یا خود وجود متعین بہمان شئے در ہمان حضرت
و اشیاءِ موجودہ عبارت اند از تعیناتِ وجود
باعتبارِ انصباغِ ظاہرِ وجود بہ آثار و احکامِ حقایق
ایشان یا خود وجودِ متعین بہمین اعتبارات ہر وجہے
کہ حقایق ہمیشہ در باطنِ وجود پنہان باشند و احکام
و آثارِ ایشان در ظاہرِ وجود پیدا زیراکہ زوالِ صورِ
علمیہ از باطنِ وجود محال است و إلا جہل لازم
آید تعالی عن ذلك علوا كبيرا ۝ مایم
وجود و اعتبارات وجود ما در خارجِ علم عارض اشیا
وجود ما در پردہ ظلمتِ عدم مستور یم ما ظاہر شدہ
عکس باز مرآتِ وجود — پس ہر شئے بحسبِ حقیقت
وجود یا وجود متعین است یا تعین عارض مر وجود را
پس تعین صفتِ متعین است و صفت باعتبارِ
مفہوم اگرچہ غیر است اما باعتبارِ وجود عینِ اوست
تغایر بحسبِ مفہوم و اتحاد باعتبارِ وجود است
چون این قدر معلوم شد پس بدانکہ این حقایقِ
اشیا اظلالِ صفاتِ حق اند و وجودِ خارجِ آنہا

کہ حقیقت اشیا صوفیہ کے نزدیک حضرت علم میں وجود کا
تعین ہے باعتبار اس شان کے کہ وہ شے اس کی مظہر ہے
یا خود وجود حضرت علم میں اُسی شئے کا تعین لئے ہوئے ہے
اور اشیاء موجودہ سے مراد تعینات وجود ہیں جنکو آثار
و احکام حقایق نے ظاہر وجود کا رنگ اختیار کیا ہو یا
خود وجود نے ان اعتبارات کا تعین اختیار کیا ہے
اسطرح پر کہ حقایق ہمیشہ باطن وجود میں پوشیدہ رہیں
اور اُنکے آثار و احکام ظاہر وجود میں ظاہر ہوں اسلئے
کہ باطن وجود سے صورِ علمیہ کا زوال محال ہے ورنہ جہل
لازم آتا ہے اور اللہ اس سے بزرگ ہے ۝ مایم وجود
و اعتبارات وجود الخ پس ہر شئے حقیقتاً وجود یا
وجود ہے جسنے تعین قبول کیا ہے یا تعین ہے جو وجود کو عارض
ہوا ہے لہذا تعین متعین کی صفت ہے اور صفت باعتبار
مفہوم اگرچہ غیر ہے لیکن باعتبار وجود اُسکی عین
ہے جتنا مفہوم پر جاسیئے اُتنی مغایرت ہے
اور جتنا وجود کا اعتبار کیجئے اتنی عینیت
ہے — جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے
کہ یہ حقائق اشیاء جو صفات حق کے
پرتو ہیں اُنکا وجود خارجی

[1] حقائق جمع حقیقت و حقیقت لغتاً بمعنی اصل و ماہیت و ذات شئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

منوط بعلل اربعه است فاعلی و صوری و مادی
و غائی و ظهورِ کمال اینها بر ترتیب آثار است و حصول
ثمرات نیز پس معرفتِ این اشیا بکمال در مرتبه
اجمال سالک را به تجلی ذاتِ حق در ضمن سیر بالله
بعد مشاهدهٔ کثرت در وحدت حاصل میشود و با تفصیل
به احاطه خواص و مبادی از قواعد حکمیه و کشفیه فرق
اینقدر است که در چار جهات خواص نیز داخل
تتمیم معرفت اند و در ذهنیات صرف ذهن و تعیین
مراد صوفیه است از دریافت کماهی اشیا و الله اعلم
مسئله سوم حقیقت نسبت و جذب چیست الجواب
حقیقت وی آنست که نفس ناطقه در اصل فطرت بوجهی
واقع شده است که بحالات مختلفه منصبغ میتواند شد
چون شوق و نفرت و سخط و رضا و خوف و رجا بعضی
از کیفیات قدسی و ملکی اند و بعضی دنی و استعداد
یکی را استعداد دیگر بحکم تنافی منطفی میسازد و هر یکی
را اسباب است و مقدمات چون سالک باسباب
کاسبه و مقدمات حالاتِ الٰهیه یا ملکیه متمسک میشود
نفس وی در استعداد آن قبیل قوت میگیرد
و ادنی محرکی که در عرف ازان حسابی بر نگیرند
در نفس وی تاثیر بلیغ کند و گاهی آدمی بلید

وجود خارجی چار علتوں پر موقوف ہے فاعلی و صوری
و مادی و غائی اور اُنکے کمال کا ظہور اور نتائج کا حصول
ترتیب آثار پر ہے پس سالک کو ان اشیا کی معرفت
کامل مرتبہ اجمال مین تجلی ذاتِ حق سے سیر باللہ کے ضمن مین
بعد مشاہدہ کثرت[1] در وحدت کے حاصل ہوتی ہے اور معرفت
تفصیلی حکمت و کشف کے قواعد سے خواص و مبادی کو احاطہ
کرنے سے (یعنی از روے حکمت خواص اشیا کا احاطہ
کرنا اور از روے کشف ہر شی کا مبدا پہچاننا کہ حضرت علمیہ مین
اسکا عین ثابت کیا ہے) فرق اسقدر ہے کہ ہر چار جہات
(یعنی عالم فی الخارج) مین خواص بھی داخل تکمیل معرفت ہین
اور ذہنیات مین صرف ذہن و دریافت حقیقت اشیا سے صوفیہ
کی یہی مراد ہے۔ تیسرا مسئلہ نسبت و جذب کی حقیقت کیا ہے۔
جواب اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ فطرتاً ایسا واقع ہوا ہے
کہ مختلف حالات سے رنگ قبول کر لیتا ہے جیسے شوق و نفرت و غصہ
و رضا و خوف و رجا بعض کیفیتین قدسی و ملکی ہین اور بعض
شیطانی ایک کی استعداد دوسرے کو بسبب مخالفت مٹا دیتی ہے
اور ہر ایک کے اسباب و مقدمات ہین جب سالک اسباب کاسبہ
و مقدمات الٰہیہ یا ملکیہ سے متمسک ہوتا ہے تو نفس اسی طرح کی
استعداد سے قوت پکڑتا ہے اور ادنی محرک جسکا عرفاً کچھ بھی
شمار نہو اُسکے نفس مین بہت اثر کرتا ہے اور کبھی آدمی جو بلید

[1] کثرت در وحدت یعنی ظہور اسما و صفات در ذات ۱۲ مترجم

وساکن النفس باشد وانطباع کیفیتی که در غایت نفاست
است در اینجا امکان ندارد پس محتاج میشود بلحوقِ ضعیف
که شهوت وجماع را دران مدخل نباشد بلکه حرکاتِ تغنیات
وعباراتِ رنگین بیشتر تاثیر کند بقلبِ وے ودر انمقام
از انسِ وصال بوحشتِ فراق واز انشراحِ اقبال
محبوب بانقباضِ اعراضِ وے وانچه بدین ماند یا
سماعِ شعرے رنگین مقرون بتالیفِ نغمات وایقاعات
لاسیما انچه باستعاراتِ عجیبه ودعاوی غریبه بدیعه واسالیب
شوق انگیز مهیجی باشد وبطنین طنبور ورباب که بمنزله
شربِ خمر است در ایراث سکر تا ازین جمله وقتاً بعد وقت
بر نفسِ ناطقه کیفیتی فائض میشود وبآن کیفیات ساعت
بساعت متضعف میشود وآن ملالت بکلی زائل میگردد
انیست انچه جمهور اهلِ وجد بوے راغب شده اند
لیکن انچه شارع آنرا درین باب برائے ایشان اختیار
فرموده است استماع وعظ است وتلاوتِ قرآن
باتدبر معانیِ آن یا سوال در آیه رحمت واستعاذه
در عذاب وتسبیح در صفا بالجمله جمهور این نسبت غالباً
مشغوف اند بسماع ووجد واهلِ فنا را ازهمین نسبت
منشعب میشود استعداد معارف جلیله که زبان
بشرح آن وافی نیست والله اعلم۔
مسئله چهارم خدا کیست الجواب آنکه بخشنده

وسست ہوتا ہی کہ کسی عمدہ کیفیت کا منطبع ہونا
اُسمین دشوار ہوتا ہی ایسا شخص پاک محبت کا جسمین
شہوت جماع کا دخل نہو محتاج ہوتا ہی بلکہ حرکات تغنیات
وعبارات رنگین اُسکے قلب مین زائد اثر کرتے ہین
اِس مقام پر وصال کی اُنس اور فراق کی وحشت سے
اور اُس جاتی سی جو محبوب کے بمہربانی پیش آنے سے
پیدا ہوا اور اُس ملال سی جو اُسکی نامہربانی سی ہوا اور ایسی
ہی باتونسے یا کسی رنگین شعر کی سُننے سے جو دلکش نغمہ اور
عجیب استعارات شوق انگیز سے ادا کیا جایا طنبور
ورباب کی آواز سے جو سکر لانے مین بمنزلہ شراب کے
وقتاً فوقتاً نفس ناطقہ پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہی اور وہ اُن
کیفیتونسے گھڑی گھڑی متضعف ہوتا ہی تب وہ بہت اپنا
بالکل جاتا رہتا ہی یہی وہ چیز ہے جسکی طرف تمام اہل وجد
راغب ہوئی ہین لیکن شارع علیہ السلام نے اس بارہ مین
جو کچہ ان لوگون کے لئے تجویز فرمایا ہی وہ وعظ سننا
اور کلام مجید معانی غور کرکے پڑہنا یا آیۂ رحمت پر سوال
اور آیۂ عذاب پر پناہ مانگنا ہی مگر تمام اصحاب نسبت وجد
سماع مین زائد منہمک ہین حضرات اہل فنا کو اسی نسبت سے
استعداد معارف جلیلہ پیدا ہوتی ہی جسکی شرح مین زبان
یاوری نہین دیتی۔ واللہ اعلم
چوتہا مسئلہ خدا کون ہی جواب خدا وہ ہی جسنے

گفتا این استفسار است و آن ششمست قلت وجودِ بحت
و هستی صرف است در مرتبهٔ اطلاق نه آنرا شکلی است
و نه حدی و نه حصرست و با اینهمه ظاهر شد و تجلی فرمود در مراتب
تنزلات بهر شکل و بهر حد و باوجود این ظهور و تجلیات متغیر
نشد از صفتی که بر آن بود پس فی حد ذاته واحد است
مگر در ملابس ظهور متعدد و متکثر شد و آن وجود حقیقت
جمیع موجودات است چیزیکه رائحهٔ از هستی دارد ذهناً یا
خارجاً ازان خالی نیست و مراد بوجود ما به الموجودیت است
بمعنی تحقق و حصول که از مصدریه اند و آن وجود من حیث الکنه
هرگز کسے را منکشف نمیشود ادراک آن محال است عقلاً
و وهماً و حساً و قیاس را نیز دران راه نیست زیراکه اینهمه
حادث اند و حادث ادراک نمیکند مگر کنه حادث را
تعالی ذاته وصفاته عن الحدوث علواً
کبیراً و کسے که معرفت او را باعتبار کنه و حقیقت اراده نمود
وقت خود را ضائع کرده کذا فی التحفة المرسلة الی
النبی صلعم و نیز باید دانست که وجودِ مطلق من حیث
هو هو واحد است من جمیع الجهات نه خاص است و
نه عام و نه کلی و نه جزئی و نه جوهر و نه عرض بلکه در مراتب
کونیه ملتبس میشود بدین لباس ها و ملزوم میشود باین لوازم
والله اعلم مسئلهٔ پنجم محمد رسول الله که آنرا حقیقت

سوال کرلئے گویائی عطا کی خواہ یہ کہو کہ وہ مرتبہ اطلاق
مین وجود بحت و ہستی صرف ہے نہ اُسکی کوئی شکل ہے اور نہ حد
و انتہا باایہمہ اُسنے مراتب تنزلات مین ظاہر ہو کر ہر شکل
و ہر حد مین تجلی فرمائی اور باوجود اس ظہور و تجلیات کے
جیسا تہا ویسا رہا اپنی حدِ ذات مین واحد ہے اگرچہ مظاہر
مین متعدد و متکثر ہوا وہی وجود کل موجودات کی حقیقت ہے
اور کوئی چیز خواہ وہ وجودِ ذہنی رکہتی ہو یا خارجی اُس سے
خالی نہین ہے اور وجود سے ما بہ الموجودیت مراد ہے
بتحقق و حصول بمعنی مصدری اور وہ وجود من حیث الکنہ
ہرگز کسی پر منکشف نہین ہوتا اُسکا ادراک عقلاً و وہماً
و حساً محال ہے قیاس کا بہی وہان دخل نہین کیونکہ یہ
سب حادث ہین اور حادث بجز کنہ حادث کے اور کچہ
ادراک نہین کرسکتا حق تعالیٰ کی ذات و صفات
حدوث سی بہت برتر ہی جسنے باعتبار کنہ حقیقت اُسکی
معرفت کا ارادہ کیا اُسنے اپنا وقت ضائع کیا ایسا ہی
تحفہ مرسلہ مین ہے۔ یہ بہی جاننا چاہیے کہ وجودِ مطلق من حیث
الہویۃ ہر طرح سے ایک ہے نہ خاص ہے نہ عام نہ کلی ہے
نہ جزئی نہ جوہر نہ عرض بلکہ مراتب[1] کونیہ مین ان لباسون
سے ملتبس اور ان لوازم سے ملزوم ہوتا ہے واللہ اعلم
پانچوان مسئلہ محمد رسول اللہ جنکو حقیقت

[1] مراتب کونیہ یعنی مراتب وجود جو چالیس ہین ۱۲ مترجم

محمدی گوئیم چیست الجواب حقیقت محمدی تعین
اول واجبیت که منشاء آن گشته وان شئت قلت
که حقیقت محمدی صورت اسم الله است که جامع جمیع
اسماء الٰہیہ است و اسم الله الجامع رب صورت محمدیہ
است و از ہمان اسم جامع فیض ست بر جمیع اسماء
الٰہیہ لہٰذا ہمان حقیقت بصورت خارجیہ مربی صور عالم
و بباطن خود مربی باطن عالم است زیراکه مظہر اسم اعظم
است و باعتبار ہمین جامعیت مجمع البحرین و مظہر الخافقین
گشته و مستحق خلافت حقہ الٰہیہ فهو مخزن کنز الوجود
و مفتاح خزائن الجود و لنعم ما افاد فی القصیدة
التائیة الفارضیة قدس الله سر ناظمها

سه وانی وان کنت ابن آدم صورة ٭ فلی
فیه معنی شاهد بابوتی یعنی اگرچه من بحسب
صورت حسی و بدن عنصری خود پسر آدمم که ابو البشر است
اما مرا ازبرائے من درو ازروئے معنی گواہی است
مر پدر بودن من و برا آن گواه انتشاء حقیقت آدم است
از حقیقت وی صلعم و انتشاء صورت وجودی آدم از صورت
وجودی وے علیہما الصلوٰۃ والسلام اللهم صلّ[1]
علیه و علی آله قدر حسنه و جماله و ہمین سبب
افضلیت وے است صلعم بر جمیع انبیاء و مرسلین زیراکه

محمدی کہتے ہین کیا ہے جواب حقیقت محمدی تعین
اول واجبی ہے جسکا منشا حب ہے خواہ یہ کہو کہ حقیقت محمدی
اسم اللہ کی صورت ہے جو کل اسماء الٰہیہ کا جامع ہے اور
اسم اللہ جامع صورت محمدیہ کا رب ہے اور اسی اسم جامع سے
کل اسماء الٰہیہ مستفیض ہین لہٰذا وہی حقیقت بصورت
خارجیہ صور عالم کی مربی اور اپنے باطن سے باطن عالم کی
مربی ہے اسلئے کہ اسم اعظم کا مظہر ہے اسی جامعیت کے اعتبار
سے آپ مجمع البحرین و مظہر الخافقین و مستحق خلافت
حقہ الٰہیہ ہوے لہٰذا آپ مخزن خزانہ وجود و مفتاح خزائن
جود ہین کیا خوب ناظم قصیدہ تائیہ فارضیہ نے فرمایا ہے
و انی الخ

یعنی اگرچہ مین بحسب صورت حسی و جسم عنصری
پسر آدم ہون - مگر میرے لئے میری ابوت کا گواہ
معناً اُن مین یہ ہے کہ حقیقت آدم کا منشاء
آپ ہی کی حقیقت اور اُنکی صورت وجودی کا
منشاء آپ ہی کی صورت ہے -
اللّٰهم صلّ علیه الخ

اسی لئے آپ کل انبیاء و مرسلین
سے افضل اور آپ کا

[1] خدایا آپ پر اور آپکی اولاد پر بقدر آنکے حسن و جمال کے درود بھیج ۱۲

مرتبہ وے محیط بجمیع مراتب انبیا است نبوت
و ولایت اذ منہا یتفرع المراتب کما
یتفرع من روحہ الکلی الارواح ھذا
واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

مسئلہ ششم جبرئیل از کجا است **الجواب**
ادراک نسبت آن تعین حبی است مابین متعین و متعین
ہمین موجب رسالت جبرئیل ہست پیش مقربان۔

مسئلہ ہفتم شب معراج آنحضرت را بر عرش بردند
یا عرش را نزد آنحضرت آوردند **الجواب** بر عرش
بردند زیرا کہ معاملہ واجب با خلق چون معاملہ خلق است
با یکدیگر لہذا آنحضرت را بر عرش بردند کہ بہ نسبت رفعت
منزلت آنحضرت آوردن عرش و بردن آنحضرت
بالاے عرش ہر دو برابر اند لیکن چون در خلق رفعت
ہمین را گویند کہ کسے را از پستی بہ بلندی برند نہ اینکہ
بالا را فروتر ش آرند بلکہ درین فروتر آوردن بالا بالائی
بالا ساقط و با اینہمہ سقوط بالا گفتن بحسب عقل اجتماع
النقیضین ست و شب معراج بالا بردن آنحضرت خود
از روے صلعم در کتب صحاح حدیث مثل مسلم و بخاری
کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری است مرقوم است

مسئلہ ہشتم آنحضرت را از خلق چرا برگزیدند
و حبیب ساختند و نور او را با آدم نہادند و دیگران را

مرتبہ تمام انبیا علیہم السلام کے مراتب نبوت و ولایت پر
محیط ہے۔ کیونکہ آپ ہی سے مراتب نکلے جسطرح
آپکی روح کلی سے ارواح نکلین۔ اور اللہ سچ
کہتا ہے اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

چھٹا مسئلہ جبرئیل کہاں سے ہین **جواب**
جبرئیل تعین حبی (یعنی حقیقت محمدی) کی اُس نسبت کے
ادراک کا نام ہے جو مابین تعین اختیار کرنیوالے اور
کیے ہوے تعین کے ہے اور رسالت جبرئیلی کا انبیاء
علیہم السلام کے پاس یہی سبب ہے۔

ساتوان مسئلہ آنحضرت صلعم کو شب معراج مین
عرش پر لیگئے یا عرش کو آپکے پاس لائے **جواب** عرش پر
لیگئے کیونکہ معاملہ واجب با خلق ویسا ہی ہے جیسے معاملہ
خلق باہمدیگر لہذا آپکو عرش پر لیگئے گو بہ نسبت آپکی اعلی مقام ہی
کے عرش کو لانا اور عرش پر آپکو لیجانا دونون برابر ہین
مگر چونکہ خلق مین رفعت اسیکو کہتے ہین کہ کسیکو پستی سے بلندی پر
لیجائین نہ یہ کہ بلند کو پست کردین بلکہ پست کرنیمین بلندی کی
بلندی ساقط ہوتی ہے اور باوجود سقوط بلند کہنا عقلاً
اجتماع النقیضین ہے اور شب معراج مین آنحضرت صلعم کو
عرش پر لیجانا خود آپسے کتب صحاح حدیث مین مثل مسلم و بخاری کے
جنکی شان مین اصح الکتب بعد کتاب الباری ہے موجود و مرقوم ہے

اٹھوان مسئلہ آنحضرت صلعم کو خلق سے کیون برگزیدہ کر کے اپنا حبیب بنایا اور آپکے نور کو آدم مین رکھا اور دوسرے حضرات کو

محروم ساختند الجواب از برای آنکہ آنحضرت لوجہ
بودن تعین اول واجبی ہم اول ہمہ اند و ہم آخر ہمہ پس
ہرگاہ کسے را سبقت وجودی بران حضرت ثابت نبود
چہ جاے برگزیدگی کہ صفتے است بعد وجود و فضل ساختن حبیب
ساختن ہمان تعین حبی است کہ در حدیث قدسی آمدہ
کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف وجواب
این سوال از جواب سوال دویم نیز واضح و مبرہن
میشود کما لا یخفی علی المتفطن لیکن چون بحث
از ذکر مراتب و حقیقت محب سبحانی و محبوب یزدانی
است اینجا ہم تقریرے لطیف ادا کردہ شدہ
اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ھو المسک
ما کررتہ یتضوع و بازہم سیرے نیست منقول
حضرات انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق و اولیا
از اسماء صفاتیہ او جل و علا و سید رسل مخلوق است
از ذات حق و ظہور حق در وے بالذات است لہٰذا
موسیٰ ز بہوش رفت بیک پرتو صفات و او عین
ذات می نگری و تبسمی ۔ لہٰذا مستغرق و فائق آمد از
ہر کہ غیر اوست در تمامہ صفات و جمیع کمالاتش
ہم ازین جہت دین او ناسخ ادیان است و
عروج او فوق عرش است زیرا کہ ذات فوق
جمیع اسما است و بوجہ ہمین فردیت قطب العارفین

محروم کردیا جواب اسلئے کہ آنحضرت صلعم لوجہ
تعین اول واجب ہونے کے سبکے اول بھی ہیں
اور سبکے آخر بھی تو جب کسیکو سبقت وجودی بھی
آپ پر ثابت نہیں تو برگزیدگی جو صفت بعد الوجود
ہے کیسے ہوسکتی ہے اور حبیب بنانیکا منشا بھی وہی
تعین حبی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ میں خزانہ پوشیدہ
تھا پھر میں نے اپنے پہچانے جانے کو چاہا - اس سوال کا
جواب بھی دوسرے سوال کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے
جو سمجھدار پر مخفی نہیں لیکن چونکہ بحث محب سبحانی و محبوب
یزدانی کے ذکر مراتب سے ہے لہٰذا یہاں بھی تقریر لطیف
بیان کی گئی ہے اعد ذکر نعمان کا ذکر پھر دوبارہ
بیان کر اسلئے کہ وہ مشک ہے جسقدر کسی جاویگی خوشبو
دیگی پھر بھی سیری نہیں لہٰذا کہتا ہوں حضرات انبیا
اسماء ذاتیہ حق سے اور اولیاء اللہ اسماء صفاتیہ سے اور
آنحضرت صلعم ذات حق سے مخلوق ہیں آپ میں حق کا
ظہور بالذات ہے موسیٰ ز بہوش رفت الخ اسی لئے
آپ تمامی صفات و جمیع کمالات میں اپنے غیر سے یکتا
و فائق ہیں اور اسی لئے آپکا دین سب دینوں کا ناسخ اور
آپکا عروج عرش سے اوپر ہوا کیونکہ
ذات کل اسماء کے مافوق ہے - اسی فردیت
کی وجہ سے قطب العارفین

و قرة عیون المحققین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی
در کتاب فصوص الحکم میفرماید فص حکمة
فردیة فی کلمة محمدیة ثم قال انما
کانت حکمته فردیة لانه اکمل موجود
فی هذا النوع الانسانی ولهذا بدء به
الامر وختم فکان نبیاً وآدم بین الماء
والطین ثم کان بنشاته العنصریة
خاتم النبیین انتهی قال المحقق القیصری
فی شرحه انما کان اکمل موجود فی هذا
النوع لان الانبیاء صلوات الله علیهم
اجمعین اکمل هذا النوع وکل واحد
منهم مظهر لاسم کلی وجمیع الکلیات
داخل تحت الاسم الجامع الالهی
الذی هو مظهره فهو اکمل افراد هذا
النوع ولکونه اکمل الافراد بدء به
امر الوجود بایجاد روحه اولاً وختم
به الرسالة آخراً وهو الذی ظهر بالصورة
الآدمیة فی البدایة وهو الذی یظهر
بالصورة الخاتمیة فی هذا النوع انتهی

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کتاب فصوص الحکم
میں فرماتے ہیں کہ فص حکمت فردیہ کلمہ محمدیہ کے
بیان میں پھر فرماتے ہیں کہ آپکی حکمت فردیہ تھی اسلیئے
کہ آپ اس نوع انسانی کے اکمل موجود ہیں اسی لیئے
آپسے امر شروع ہوا اور آپ ہی پر ختم کیا گیا آپ
نبی جب تھے کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے پھر آپ اپنے
نشأۃ عنصریہ سے خاتم النبیین ہوئے محقق قیصری
شرح فصوص میں لکھتے ہیں کہ آپ اس نوع میں
اکمل موجود تھے اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام اس نوع
کے اکمل ہیں اور انمیں سے ہر ایک اسم کلی کا مظہر
اور کل کلیات اسم جامع کے ماتحت ہیں جسکے آپ
مظہر ہیں تو آپ اس نوع کے کامل فرد ہیں اور بسبب
آپکے اکمل الافراد ہونیکے امر وجود آپکے ایجاد روح
سے شروع ہوا۔ اور امر رسالت آخر
میں آپ پر ختم ہوا بلکہ آپ ہی بصورت
حضرت آدم ابتداءً میں ظاہر ہوئے
اور آپ ہی بصورت خاتمیت اس نوع
میں ظاہر ہونگے انتہی۔

بالجملہ حقیقت محمدی چون نزول کرد بوجود کونی
پیدا شد بوساطت وے صلعم عقول ونفوس

بالجملہ حقیقت محمدی نے جب بوجود کونی تنزل
فرمایا تو آپکی وساطت سے عقول ونفوس

و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب
و ارکان و معادن و نباتات و حیوانات و انسان
که نسخهٔ جامعهٔ حقایق کونیه است منتظم گشت بوی
کارخانهٔ وجود بترتیبی که در کلام عرفا و حکما واقع است
چنانچه گفته اند که ترتیب وجودیت این موجودات
مثل ترتیب وجود اعداد است از واحد که اثنین
موجود نمیشود مگر بوجود واحد و ثلاثه موجود نمیشود مگر
بوجود اثنین و اربعه مگر بوجود ثلاثه و هلم جرا پس موجود
نمیشود هیچ عدد مگر بعد وجود ما قبل وی در
مرتبهٔ خود و همه موجود اند از واحد و با اینهمه واحد
عدد نیست زیرا که هر عدد که ضرب کرده شود در واحد
از آن عدد بیرون نمی آید و اگر تمامی اعداد در واحد
ضرب کرده شوند چیزی از آن بیرون نه آید پس
عقل اول که عبارت است از حقیقت روح محمدی
اصل وجود تمامه عالم است چه عالم امر چه عالم خلق
و واضح گشت که اوست اول وجود و آخر آن و آخر
خلق چه در بطون ذات و اعلی و اکمل خلق در جهان
و بعین درجه [illegible] است و معنی وسیله
سبب است پس چه اول سبب وجود خلق
بود و ابتدا او سبب قرب ایشان خواهد بود در انتها
پس حاصل گردید او را قرب معنوی و کامل گشت

و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب و ارکان
و معادن و نباتات و حیوانات اور انسان کہ نسخہ
جامعہ حقائق کونیہ ہے پیدا ہوا اور کارخانہ وجود اسی
جس ترتیب کہ کلام عرفا و حکما میں ہے منتظم ہوا چنانچہ
انہیں کا قول ہے کہ ان موجودات کی ترتیب وجود
ویسی ہے جیسے واحد سے اعداد کی ترتیب وجود کہ
دو کا وجود بلا ایک کے اور تین کا بلا دو کے نہیں
ہو سکتا اسی طرح آخر تک تو کوئی عدد بلا وجود اپنے
ما قبل کے اپنے مرتبہ میں موجود نہیں ہوتا اور سب
اعداد ایک سے موجود ہوئے اور با اینہمہ واحد عدد
نہیں اسلئے کہ جو عدد دوسرے عدد میں ضرب دیا جاتا
اس سے جدید عدد حاصل ہوتا ہے اور اگر کل عدد
ایک میں ضرب دیئے جائیں تو اس سے کوئی
عدد حاصل نہ ہوگا۔ لہذا عقل اول یعنی حقیقت محمدی
تمام عالم کے وجود کی اصل ہے کیا عالم امر کیا
عالم خلق اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ ہی اول وجود
و آخر وجود ہیں اور بطون ذات میں بنسبت خلق
حق سے اقرب اور درجات میں اعلی و اکمل اور
سبب آپ کے درجہ وسیلہ کا وعدہ کیا گیا وسیلہ کے معنی
سبب کے ہیں پس آپ جیسے ابتدا میں وجود خلق کے اول سبب تھے
ویسی انتہا میں انکی قرب کا آخر سبب ہونگے لہذا آپکو قرب معنوی حاصل

علو مکان وعلو مکانت گشت اکمل عالم وصفاً
وحالاً واعظم ایشان صورتاً ومعنیً علیه من الصلوٰة
افضلها ومن التحیات اتمها واکملها
ولنعم ما قیل ع تو باین جمال وخوبی بر طور اگر
خرامی ؛ ارنی بگوید آنکس که بگفت لن ترانی
چه خوش فرموده است امام عبدالله یافعی در
مدح وے صلعم ع یا واحد الدهر یا عین الوجود
ویا غیث الانام وهادی کل حیران
تقریر واضح شد که قابلیت وے صلعم نسبت سائر
موجودات مثل قابلیت بحر است نسبت با نهار
وجداول وقطرات زیرا که وے صلعم مستفیض وخلق
اول ومفیض وموجود ثانی است وفیض اقدس ذاتی
بوے متوجه است متوجه اول وازوے متوجه است
بر بقیه مخلوقات بر قدر قوابل ایشان فهو الکل
والله کل الکل ونیز واضح گشت که وے صلعم نبی
الانبیا است علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام وازینجا
است اخذ میثاق از حضرات انبیا که ایمان آرند
بوے ونصرت دهند وے را کما فی قوله تعالیٰ
واذ اخذ الله میثاق النبیین لما
اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به

اور علو مکان وعلو مکانت مین آپ کامل اور تمام
عالم سے وصفاً وحالاً وصورتاً ومعناً اکمل واعظم ہین
تو باین جمال وخوبی الخ کیا خوب حضرت امام
عبداللہ یافعی نے آپکی مدح مین فرمایا ہے ع
کہ اے یکتا سے زمانہ اور اے ذات وجود اور اے
خلق کے فریادرس اور اے حیرانون کے رہنما۔
اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ آپکی قابلیت بمقابلہ
تمامی موجودات ویسی ہے جیسے دریا نہرون
اور لہرون اور قطرون کے مقابلہ مین اس لئے
کہ آپ مستفیض ومخلوق اول ومفیض وموجود ثانی ہین
اور فیض اقدس ذاتی توجہ اول آپکی جانب متوجہ
ہوا اور آپکے ذریعہ سے حسب قابلیت بقیہ مخلوقات پر
لہذا آپ کل ہین اور حق کل الکل اور یہ بھی واضح
ہوگیا کہ آپ نبی الانبیا ہین اسی لئے حضرات انبیا
علیہم السلام سے یہ عہد لیا گیا کہ آپ پر ایمان لائین
اور آپکو مدد دین جیسا کہ اس آیتہ سے ظاہر ہے۔
کہ اور جب اللہ نے نبیون سے عہد لیا
کہ جب تمکو کتاب وحکمت دیجائے پھر تمکو
رسول آئے جو تصدیق کرنے والا ہو
تمہارے پاس کی چیزون کا تو تم اسپر
ایمان لاؤ۔

ولننصرنه پس نبوت جمیع انبیا علیہم السلام
مشروط بایمان و نصرت سید الانبیا است صلوٰۃ اللہ
وسلامہ علیہ ازینست کہ امت او خیر الامم است
وشہدا علیہم یوم القیامۃ قال الشارح المحقق
القیصری فی شرح فصوص الحکم فی الفص
الشیثی واعلم ان الانبیاء مظاہر امہات
اسماء الحق وھی داخلۃ فی الاسم الاعظم
الجامع ومظہر الحقیقۃ المحمدیۃ ولذلک
صارت امتہ خیر الامم وشہداء علیہم
یوم القیامۃ انتہی و باید دانست کہ مقام
حبی اعلے مقامات کمالیہ است لہذا آن سرور را
حبیب گفتند زیراکہ وے تعین اول حبی است کہ منشاء
آن حب گشتہ و ظہور جمیع حقائق بواسطہ حب است
پس اگر روح پاک محمدی نبودے واسطہ حبیب درمیان
نبودے کسے خدارا نشناختے کنت کنزاً مخفیاً
ولولاک لما خلقت الافلاک گواہ این مدعا است

اور آپکی مدد کرو تو کل انبیا علیہم السلام کی نبوت
آپ پر ایمان لانے اور آپ کو مدد دینے سے
مشروط ہے اسی لئے آپکی امت خیر الامم ہے
اور امم سابقہ پر روز قیامت گواہ ہوگی۔
محقق قیصری نے شرح فصوص الحکم فص شیثی میں
لکھا ہے کہ انبیا مظاہر امہات اسماء حق ہین اور
وہ امہات اسم اعظم جامع و مظہر حقیقت محمدیہ
مین داخل ہین اسی لئے آپکی امت خیر الامم اور
انپر روز قیامت گواہ ہوگی۔ انتہے
چونکہ مقام حبی اعلے ترین مقامات کمالیہ ہے
اس لئے آپ کو حبیب کیا کیونکہ آپ
تعین اول حبی ہین جو اس حب کا منشا ہے
اور تمام حقائق کا ظہور بواسطہ حب ہے اگر روح
اقدس محمدی صلعم نہوتی اور حبیب کا واسطہ
درمیان نہوتا تو کوئی خدا کو نہ پہچانتا کنت کنزاً لہ
اور لولاک لما اس مدعا پر گواہ ہین سے

سہ خیر الورے امام رسل مظہر دو کون
او جان جملہ عالم و حق جان جان شما

او از خدا و ہر چہ جز او مصطفے از و
حق را بغیر واسطہ ذات او مجو

لہ مین خزانہ پوشیدہ تہا۔ اگر تو نہوتا تو مین آسمانون کو نہ پیدا کرتا ۱۲۔ سہ یعنی آپ بہترین خلق اور سب رسولون کے سردار اور دونون جہان کے مظہر ہین۔ آپ خدا سے ہین اور آپکے سوا جو کچھ ہے وہ سب آپکے احسانمند ہین آپ تمام عالم کی جان ہین اور حق جان جان ہے حق کو بغیر آپکے واسطہ کے نہ تلاش کرنا چاہیے۔ خدا نے ازل مین آئینہ وجود کے مقابل ترکی حقیقت کا آئینہ پیش کیا ہے پس یہانپر ایک لطیفہ ہے وہ یہ کہ جب دو آئینے ایک دوسرے کے مقابل رکھے جاتے ہین تو ایک کا عکس دوسرے مین جو پڑتا ہے وہ الٹا ہوتا ہے بعدہ شیشہ مین پڑتا ہے پھر جب ہمین پڑتا ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اسطرح وجود کی نقش ٹھیک ٹھیک ترتیب ہے اور اس نکتہ کو سمجھنا چاہیے ۱۲ مترجم

حق در ازل برابر آیینۂ وجود
آئینہ را مقابل آئینہ چون بنہاد
از اول انچہ در دوم افتد بود بعکس
نقش وجود راست نشیند بآن نہاد

آئینہ حقیقت شمس آور روبرو
اینجا لطیفہ ایست اگر بشنوی بگو
گردد درست بار ازین چون فتد دو
بشناس این دقیقہ مرز مم مگو

بالجملہ باید دانست ۵

مقصود ذات تست و اگرہا ہمہ طفیل
ہر رتبہ کہ بود در امکان بر تو ختم

منظور نور دوست دگر جملگی ظلام
ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برو تمام

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
لا یکون مؤمنا حتی اکون احب الیہ
من نفسہ ومالہ وولدہ یعنی مومن نیست
تا وقتیکہ مرا از نفس و مال و اولاد خود دوست تر
ندارد بار خدایا این چہ طلب محبت است زیراکہ در
عالم چیزے محبوب تر از جان و مال و اولاد نیست
و حبیب تو مزید تر از ان مے طلبد آخر برائے تو چہ
گذاشت بر قلب این شیفتہ مستہام ہنگام تحریر این
اوراق بظاہر از عالم دیوانگی این لطیفہ بجست ند مگر
در حقیقت از عالم دیوانگی نیست زیراکہ مقام صلعم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود ارشاد
ہے کہ کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوتا
جبتک اپنی جان و مال و اولاد سے زیادہ
مجکو دوست نہ رکھے۔
یا الٰہی یہ کیسی طلب محبت ہے اسلئے کہ اس عالم میں کوئی
چیز جان و مال و اولاد سے زیادہ محبوب نہیں
اور تیرا حبیب اس سے زیادہ طلب فرماتا ہے
آخر پھر تیرے لئے کیا چھوڑا۔ مجھ عاشق حیران کے
قلب پر ان اوراق کو لکھتے وقت بظاہر عالم دیوانگی سے یہ لطیفہ
القا کیا مگر درحقیقت یہ دیوانگی نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلعم کا مقام

لے یعنی آپ کی ذات اصل مقصود ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ آپکے طفیل میں ہے۔ آپکا نور منظور حقیقی ہے اسکے
سوا اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مراتب میں جو مرتبہ ممکن ہو سکتا ہے وہ آپ کو حاصل ہے اور جو نعمت
خدا کے یہاں تھی وہ آپکو ملی ۱۲

اقتضائے ہمین محبت دارد وعلت او بدرجہ کمال قولاً و فعلاً و صورتاً و معناً محبوب حق گرداند لانہ محبوب

وحبہ عین حبہ وفیہ قال عز من قائل

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

نیست سبب برگزیدگی او از ہمہ برگزیدگان و ہم تسمیہ او بحبیب اگرچہ حب ایمانی و جذب روحانی مقتضی آن نیست کہ ختم کلام کنم و جز مضمون حب سید انام مضمونی دیگر آشنای زبان نمایم ؎ ومن مذہبی

حب الرسول وآلہ وللناس فیما یعشقون

مذاہب لیکن من کجا و بیان آن حقیقت کجا ؎ آن عقل کجا کہ درکمال تو رسد ؎ وان روح کجا کہ در جلال تو رسد ؎ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال ؎ آن دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد[1] ناگزیر ختم کلام بوصلے میکنم کہ موصل الی المقصود باشد

وصل حقیقت محمدیہ را در ہر دو عالم ظہوریست لایق بحال آن عالم و نیست ظہور وے در عالم اجسام مثل ظہور وے در عالم ارواح زیراکہ در عالم اجسام تنگی است مثل عالم ارواح گنجایش ندارد ہمچنین نیست ظہور وے در عالم معنی مثل ظہور وے در عالم ارواح زیراکہ عالم معنی

اسی محبت کا مقتضی ہے کیونکہ آپکی محبت کامل قولاً و فعلاً و صورتاً و معناً محبوب حق کردیتی ہے اس لئے کہ آپ اسکے محبوب ہین اور اسکے محبوب کی حب مین اسکی حب ہے۔ اسی بارہ مین ارشاد ہے کہ کہدو (اے محمد) کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو خدا تمکو دوست رکھیگا۔ تمام برگزیدہ لوگوں سے آپکی برگزیدگی کا سبب اور حبیب کی وجہ تسمیہ یہی ہے اگرچہ حب ایمانی و جذب روحانی اس کا مقتضی نہین کہ مین گفتگو ختم کرون یا بجز آپکی حب کے کوئی دوسرا مضمون زبان پر لاؤن ؎ ومن مذہبی الخ اور سب لوگون کے مذہب الگ الگ ہین اور انکی اولاد کی حب ہے اور لوگون کے لئے جس چیز مین وہ عشق رکھتے ہین مذہب ہے لیکن کہان مین اور کہان اسکی حقیقت کا بیان ؎ آن عقل کجا کہ درکمال تو رسد الخ ناچار ایک وصل پر جو موصل الی المقصود ہو کلام ختم کرتا ہون۔

وصل حقیقت محمدیہ کا ہر عالم مین اسکے لائق حال ایک ظہور ہے جیسا آپکا ظہور عالم ارواح مین ہے ویسا ظہور عالم اجسام مین نہین ہے کیونکہ عالم ارواح کیطرح عالم اجسام وسیع نہین بلکہ تنگ ہے اسیطرح جیسا ظہور عالم معنی مین ہے ویسا ظہور عالم ارواح مین نہین ہے کیونکہ عالم معنی

[1] یعنی نہ آپ کے کمال تک کوئی عقل پہونچ سکتی ہے نہ آپ کے جلال تک کوئی روح - فرض کیا جائے کہ آپ اپنے جمال سے خود پردہ اٹھا دیں تو ایسی آنکھین کہان جو نظارۂ جمال کی تاب لا سکیں ۱۲- مترجم

از عالم ارواح الطف واوسع است ہمچنین نیست
ظہور وے در ارض مثل ظہور او در آسمان ونیست ظہور
او در آسمانہا مثل ظہور او از بین عرش ونیست ظہور او
از بین عرش ہیچگاہ مثل ظہور او از فوق عرش وعند اللہ کہ نہ آنجا
این ست ونہ کیف پس در ہر مقام ظہور وے اعلےٰ
واکمل واتم والطف است از مقام اول وہر ظہور را
جلالتے وہیبتے است بقدر محل وے تا آنکہ منتہی شود
بتجلی کہ استطاعت ندارد کسیکہ بہ بیند او را در وے
ہیچ از انبیا واولیا والیہ اشار صلے اللہ علیہ
وآلہ قدر حسنہ وکمالہ لی مع اللہ وقت
لا یسعنی فیہ غیر ربی وفی روایۃ لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل فقط صرحہ المحققون ہذا واللہ الہادی
الی سبیل الرشاد ومنہ المبداء والیہ المعاد
وصلی اللہ علی اول خلقہ واعظم خلفائہ
الذی ہو مظہر لطفہ ونور عرشہ وجعلنا
من احبابہ الذین لا خوف علیہم ولا ہم
یحزنون وہو علے ما یشاء قدیر وبالاجابۃ
جدیر باقیماند جواب این فقرہ کہ نور او را با آدم نہادند
الخ گوئیم اگر شاید مراد سائل از لفظ آدم ذات خاص

عالم ارواح سے بہت لطیف وسیع ہے اسیطرح
جیسا ظہور آپکا آسمان پر ہے ویسا ظہور زمین پر نہین اور
جیسا ظہور بیچ عرش پر ہے ویسا ظہور آسمانون پر نہین
اور جیسا ظہور فوق عرش وعند اللہ ہے جہان نہ این[1]
ہے نہ کیف ویسا ظہور بیچ عرش پر نہین ہر مقام پر آپکے
ظہور مقام اول سے اعلےٰ واکمل والطف ہے اور ظہور کیلئے
موافق اُسکے محل کے ایک جلال وہیبت ہے
یہانتک کہ انتہا اُس تجلی پر ہے جسکے دیکھنے کی استطاعت
کسی نبی وولی مین نہین ہے اسیکی طرف آنحضرت صلعم نے
اشارہ فرمایا کہ میرے لیئے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے
جسمین ملک مقرب ونبی مرسل کی گنجایش نہین اور
ایک روایت مین ہے کہ میرے لئے اللہ کے ساتھ
ایک وقت ہے جسمین بجز میرے پروردگار کے اور کسی کی
گنجایش نہین اسکی تصریح جو محققین نے کی وہ بیان
ہوئی اور اللہ ٹھیک راستہ کیطرف ہدایت کرتا ہے اور اُسی
سے ابتدا اور اُسیکی طرف عود ہے اور اللہ کا درود آپکی اول خلق اور
بزرگ خلیفہ پر جو اُسکا مظہر لطف ونور عرش ہے اور ہمکو اپنے ان
دوستون مین کرے جنکو کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہوتے ہین اور وہ جو چاہتا
اُس پر قادر ہے اور دعا کے قبولیت پر قادر ہے اب اس فقرہ کا جواب باقی رہا
کہ آپکا نور آدم مین کیون کہا مین کہتا ہون کہ اگر لفظ آدم سے سائل کی مراد
ذات خاص ہے

[1] این مکان سے سوال کے معنی مین آتا ہے ۱۲

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام است فصریح
البطلان واگر مراد نوع آدم است پس جواب ش
اینکہ آدم مظہر اتم است کہ سوائے وجوب ذاتی
مظہر جملہ اسما و صفات گردیدہ اگرچہ بالفعل ظہور
آن صفات در بعضے بسبب عوائق یافتہ نشود
لیکن قابلیتِ ظہور جمیع اسما و صفات دارد و
مشاہدۂ مجمل در مفصل وملاحظۂ مفصل در مجمل انفراداً
واجتماعاً خاصہ اوست دیگر موجودات ازین قسم
ادراک محروم اند و قابلیت آن ندارند و عالم مفصل را
انسانِ کبیر گویند و اول ظہور اوست بصورتِ عقل
اول کہ اول ما خلق اللہ نوری اشارت
بآنست و عالم مجمل را انسانِ صغیر گویند و لا یخفیٰ
ما بینہما من المناسبۃ پس کیست کہ تحمل نور
آن مخزن کنز وجود و مفتاح خزانۂ جود بکند لسان الغیب
حافظ شیراز گوید ع آسمان بار امانت نتوانست
کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔ والیہ
الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ
علی السموات والارض والجبال فابین
ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان
انہ کان ظلوما جہولا عارفِ کامل و محقق
عامل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ہمعات میفرماید

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام ہی تو صریحی
باطل ہے اور اگر نوع آدم مراد ہے تو اسکا جواب یہ ہے
کہ آدم مظہر اتم ہے جو بجز وجوب ذاتی کے کل اسما و
صفات کا مظہر ہے اگرچہ بالفعل بوجہ بعض عوائق کے
بعض میں اُن صفات کا ظہور نہ پایا جائے لیکن
کل اسما کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہے مجمل کو مفصل میں
مفصل کو مجمل میں علیحدہ و یکجا دیکھنا اسکا خاصہ ہے
باقی موجودات ایسی ادراک سے محروم ہیں اور اسکی
قابلیت نہیں رکھتی۔ عالم مفصل کو انسان کبیر کہتے ہیں
اور اسکا ظہور سب سے اول بصورت عقل اول ہے کہ
اول جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہے اسکی
طرف اشارہ ہے۔ اور عالم مجمل کو انسان صغیر کہتے ہیں
ان دونوں میں جو مناسبت ہے وہ پوشیدہ نہیں
پس کون ایسا ہے جو اُس مخزن کنز وجود و مفتاح خزانۂ جود
کے نور کا تحمل کرے لسان الغیب حافظ شیراز کہتے ہیں ع
آسمان بار امانت نتوانست کشید الخ اسی طرف اس آیت
میں اشارہ ہے کہ ہمنے امانت آسمانوں اور زمینوں
اور پہاڑوں پر عرض کی سب نے اسکے اٹھانے سے
انکار کیا اور عاجز ہوئے اور اسکو انسان نے
اٹھایا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ عارف کامل
و محقق عامل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہمعات میں فرماتے ہیں

وازینجا است کہ او را بکن و مکن مکلف ساختند
و مہمل نگذاشتند بخلافِ بہائم و ملائکہ کہ در ایشان
تعارضِ قوی نبود قال اللہ تعالی وحملها
الانسان انہ کان ظلوما جہولا ظلوم آنست
کہ متصف بعدل نباشد وقابلیتِ آن دارد و
جہول آنست کہ بالفعل علم ندارد وقابلِ آن باشد انتہی
والمقصود ههنا من النقل هو هذا
التفسیر فتدبر

مسئلہ نہم اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق
پس عذاب وثواب چیست **جواب** حضرتِ
وجود را اسماءِ متقابلہ اند بعضے لطفی و بعضے قہری
وتعطل اسمی از اسماءِ حق جائز نیست والیه
الاشارة فی قوله امیر المؤمنین و امام
الموحدین شمس المشارق والمغارب
سیدنا ومولانا علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سبحان من اتسعت
رحمته لاولیائه فی شدة نقمته
واشتدت نقمته لاعدائه فی سعة
رحمته زیرا کہ رحمتِ الٰہیہ متفاوت است
بحسب تفاوت اقتضاے اعیان مثلاً عین
ہیزم اقتضائے آتش دارد و عین ماہی اقتضائے

کہ یہین سے انسان کو کن ومکن کی تکلیف دی اور
مہمل وبیکار نہ کیا بخلاف بہائم وملایکہ کے کہ اُن مین
تعارضِ قوی نہ تہا اللہ تعالے نے فرمایا کہ اور اُٹہایا اسکو
انسان نے اُٹہایا بیشک وہ ظالم وجاہل تہا۔ ظلوم
وہ ہی جو متصف بعدل نہو لیکن اسکی قابلیت رکہتا ہو
اور جہول وہ ہی جو بالفعل علم نہ رکہتا ہو لیکن اسکی
قابلیت رکہتا ہو انتہی۔ میرا مقصود یہانپر اسکی
نقل سے اس آیت کی تفسیر کرنا تہی پس غور کرو۔

نوان مسئلہ اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق ہی
تو عذاب وثواب کیا۔ **جواب** حضرتِ وجود
کے اسماءِ متقابلہ ہین بعضے لطفی بعضے قہری اور کسی
اسم کا تعطل جائز نہین اسیطرف امیر المومنین امام
الموحدین شمس المشارق والمغارب سیدنا ومولانا
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ارشاد مین اشارہ
ہے کہ پاک وہ ذات ہی جسکی رحمت نے اپنے
اولیا کو اپنے شدتِ قہر مین سما لیا اور
اُسکا قہر اپنے دشمنون کے لئے وسعتِ رحمت
مین سخت ہوگیا۔ اسلئے کہ جیسے ہر چیز کے اعیان
ثابتہ کے تقاضے مختلف ہین ویسی ہی رحمتِ الٰہی ہی
انہین تقاضون کی مناسبت مختلف ہو مثلاً ہیزم
کا عین ثابتہ آگ کا مقتضی ہی اور مچہلی کا عین ثابتہ

آب و عین حیوانات ہوائی اقتضائے ہوا پس
کسیکہ مظہر اسم جمالی است ہمیشہ در جنت است و کسیکہ
مظہر اسم جلالیست ہمیشہ در دوزخ است و کسیکہ
مظہر اسم جمالیست و باقتضائے استعداد مرتکب
افعالی اہل جحیم نیز گشتہ چندے در آتش دوزخ
ماندہ عود بطہارت اصلیہ خود خواہد نمود - ہادی
نیز اسمیست از اسمائے وے تعالی و مآل آن
برحمت است و مظہرش مرحوم و سعید چنانچہ حضرات
انبیا و اولیا و مومنان مظہر آن اسم اند علی قدر
مراتبہم و سید رسل و ہادی سبل صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم مظہر اتم آنست - و مضل نیز اسمیست از اسمائے
حق کہ مآل آن بقہر است و مظہرش مقہور و شقی -
چنانچہ مشرکان و کفار مظہر آن اسم اند و شیطان رجیم
مظہر اتم آنست والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالی
فمنہم شقی و سعید الآیہ بالجملہ این
ثواب و عذاب و راحت و الم راجع بقیدات
است نہ بآن حقیقت کہ ازین ہمہ منزہ است و
ظہور راحات و آلام نیز باعتبار این تقید است
نہ باعتبار اطلاق قال الشیخ قدس سرہ
فی الفتوحات المکیۃ فہو عین کل
شئ فی الظہور و ما ہو عین الاشیاء

پانی کا مقتضی اور حیوانات ہوائی کا عین ثابت
ہوا کا مقتضی - لہذا جو شخص مظہر اسم جمالی ہے وہ ہمیشہ
جنت میں اور جو مظہر اسم جلالی ہے وہ ہمیشہ دوزخ میں ہے
اور جو شخص مظہر اسم جمالی ہے مگر باقتضائے استعداد افعال
بد کا بھی مرتکب ہوا وہ کچھ دنوں دوزخ میں رہکر
اپنے طہارت اصلی کو عود کریگا - اسمائے حق میں سے
ہادی بھی ایک اسم ہے جسکا انجام رحمت پر ہے اور اسکا
مظہر مرحوم و سعید چنانچہ حضرات انبیا و اولیا و مومنین
درجہ بدرجہ اس اسم کے مظہر ہیں اور آنحضرت صلعم
اسکے مظہر اتم ہیں - اسیطرح اسمائے حق میں سے
مضل بھی ایک اسم ہے جسکا انجام قہر ہے اور
اسکے مظہر مقہور و شقی چنانچہ مشرکین و کفار اسکے
مظہر ہیں اور شیطان رجیم اسکا مظہر اتم - سیفرمانا
اس آیت میں اشارہ ہے کہ انمیں سے بعض نیکبخت
ہیں اور بعض بدبخت بالجملہ یہ عذاب و ثواب
و راحت و رنج مقیدات کی طرف راجع ہیں نہ
حقیقت کی طرف کہ وہ ان سبسے منزہ ہے اور ظہور
راحت و رنج بھی باعتبار تقید ہے نہ باعتبار
اطلاق - شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات مکیہ میں
فرماتے ہیں کہ وہ ظہور میں ہر چیز کا عین ہے
اور وہ اشیا کا عین ذاتی

فی ذاتہ و لا مقابل ھو ھو ولا شیاء اشیاء
نیست وجدان محققان و اعتقاد صوفیان و در حقیقت
آنرا باعتقاد علماء ظاہر رحمۃ اللہ علیہم مخالفتے نیست
در ربط حادث با قدیم مگر آنکہ علماء ظاہر ربط اتحاد
حق بعالم سید ہند بہ تباین این حقیقتین و حضرات
صوفیہ بے تباین و اتحاد و بے انقسام و تجزی و
تبعیض و احکام واجب بر واجب و احکام عالم
بر عالم مرتب میدارند بحیثیتے کہ احکام یکے بر دیگرے
مرتب نگردد عارف و محقق سامی مولانا نورالدین
عبدالرحمن جامی نقشبندی کہ از محققین ارباب
وجود است میفرماید وجود بر جمیع موجودات ذہنی
و خارجی محمول میشود اما اورا مراتب متفاوت است
بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ اورا اسامی
و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ است
کہ در سائر مراتب نیست چون مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس اطلاق اسامی
مراتب الوہیت مثلا اللہ و رحمن و غیرہا
بر مراتب کونیہ عین کفر و محض زندقہ باشد و ہمچنین
اطلاق اسامی مخصوصہ بمراتب کونیہ بر مرتبہ الٰہیہ غایت
ضلال و نہایت خذلان باشد ۵ ای بردہ گمان

ذاتوں میں نہیں ہے بلکہ وہ وہی ہے اور اشیا اشیا ہیں
یہ محققین صوفیہ کا اعتقاد و وجدان ہے اور درحقیقت انکے
اور علماء ظاہر میں بابت عقیدۂ ربط حادث با قدیم
کوئی ایسی مخالفت نہیں صرف یہ کہ علماء ظاہر دونوں
حقیقتوں کو ایک دوسری سے فرق کرکے حق کو عالم سے
ربط دیتے ہیں اور حضرات صوفیہ بغیر فرق کرنے اور ملانے
اور بغیر تقسیم کرنے اور ٹکڑے کرنے کے واجب کے احکام واجب پر
اور عالم کے احکام عالم پر اسطرح مرتب رکھتے ہیں کہ ایک کے
احکام دوسرے پر مرتب نہیں ہوتے ۔ عارف و محقق سامی
مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نقشبندی جو محققین ارباب
وجود میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ وجود کل موجودات
ذہنی و خارجی پر محمول ہوتا ہے مگر اسکے مراتب میں فرق ہے
بعض مراتب بعض سے بڑھے ہوئے ہیں ہر مرتبہ میں اسکے
اسماء و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ ہیں جو
دوسرے مراتب میں نہیں جیسے مرتبۂ الوہیت و ربوبیت
و مرتبۂ عبودیت و خلقیت پس جو اسماء مراتب الوہیت
کے لئے خاص ہیں مثلاً اللہ و رحمن وغیرہ انکا اطلاق مراتب
کونیہ پر عین کفر و زندقہ ہے ایسے ہی جو اسماء مراتب کونیہ کے
لئے مخصوص ہیں انکا اطلاق مراتب الوہیت پر نہایت
گمراہی و بدبختی ہے ۵ اے بردہ گمان کہ

سلہ یعنی اگر صاحب تحقیق ہو اور سچائی و یقین کی صفات سے متصف ہونا چاہتے ہو تو واضح رہے کہ وجود کی ہر مرتبہ کا ایک علیحدہ
حکم ہے جو حفظ مراتب نہ کرے وہ زندیق ہے ۱۲ مترجم ۔

صاحبِ تحقیقی ٭ واندر صفت صدق و یقین صدیقی ٭
ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭

انتہیٰ ھٰذا واللّٰہ ولی التوفیق و بیدہٖ

ازمۃ التحقیق یھدی من یشاء و یضل
من یشاء ـ

مسئلہ دہم اگر صاحب ارشاد جواب قائل
مسئلہ وحدت وجود است فرق ناقص و کامل بیان
فرماید پس فرق مابین انبیا و اولیا چون نماید ـ

جواب مناسبت و فصاحت و سلاست الفاظ
این سوال بلکہ جملہ سوالہا سے ماسبق و بلاغت معانی
آنہا عموماً و تفریح این سوال خصوصاً مخفی نیست ٭
در بساطِ نکتہ دانان خود فروشی شرط نیست ٭ یا سخن
دانستہ گو اے مردِ عاقل یا خموش ـ مگر از بند لیکن
نباید افتادن و سخنے باید گفتن در جواب لیکن بتذکرۂ اولو
الالباب باید دانست کہ کامل درین مسئلہ آنست کہ بوجدان
و ذوقِ حقیقی حق را یگانہ بیند و ہم یگانہ یعنی صاحب جمع باشد
تحقیق کہ وجہ اطلاق حاجب ساتر وجہ تقیید نشود و وجہ تقیید
مانع وجہ اطلاق نگردد تنزیہ در عین تشبیہ و تشبیہ در عین تنزیہ بیند

صاحب تحقیقی الخ انتہیٰ

اور اللہ ہدایت دینے کا مالک ہے اور اسی کے قبضہ
قدرت میں عنانِ تحقیق ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے
اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ـ

دسواں مسئلہ اگر جواب دینے والے صاحب
وحدت وجود کے قائل ہیں تو ناقص و کامل کا فرق
بیان فرمائیں پس فرق انبیا و اولیا میں کیونکر کرنا چاہئے
جواب اس سوال بلکہ سوالات گذشتہ کے الفاظ
کی مناسبت و فصاحت و سلاست اور انکی معانی کی بلاغت
عموماً اور اس سوال میں جو بات پیدا کی گئی ہے وہ خصوصاً
پوشیدہ نہیں ہے[1] در بساطِ نکتہ دانان الخ
لیکن اسکا خیال نہ کرنا اور بات کا جواب دینا چاہئے
تاکہ عقلا کے لئے یادگار رہو ـ
جاننا چاہئے کہ کامل وہ ہے جو ذوق و وجدان سے
حق کی یکتائی مشاہدہ کرے اور دوئی کا بھی لحاظ رکھے یعنی
صاحب جمع ہو اس طرح پر کہ وجہ اطلاق[2] وجہ تقیید کیلئے حجاب اور
نہ وجہ تقیید وجہ اطلاق کیلئے نقاب تنزیہ[3] عین تشبیہ اور تشبیہ[4] عین تنزیہ

[1] یعنی سمجھدار کو بے تکی بات کہکر اپنی سبکی کرنا نہیں زیبا یا تو آدمی بات سمجھکر کہے یا چپ رہے ۱۲ مترجم [2] وجہ اطلاق
و وجہ تقیید یہ دونوں وجہیں باعتبار ذات ہیں ایک تو باعتبار سقوط کل اعتبارات ذات کے اور دوسری باعتبار ان اعتبارات
کے اثبات کے کیونکہ ذات حق وجود بحت سے مراد ہے اور وہ ایک حیثیت سے مطلق ہے اور دوسری حیثیت سے مقید ۱۲ مترجم
[3] تنزیہ ذات حق کو عیوب و نقصان امکانیہ سے پاک جاننا اور باوجود ان اعتبارات و ظہورات کے اسکو ہر حال میں مجرد و منزہ ماننا ۱۲ مترجم
[4] تشبیہ ظہور ذات حق مع اسماء و صفات مظاہر کونیہ میں باعتبار تنزل و تجلی حسب تقاضائے شیون ذاتی و مقتضیات اعیان ۱۲ مترجم

عارفان ومحققان کامل است قال المحقق السامی
فی کتابه الفصوص فی الفص النوحی ؎
فان قلت بالتنزیه کنت مقیداً ❊ وان
قلت بالتشبیه کنت محدوداً ❊ وان
قلت بالامرین کنت مسدداً ❊ وکنت
اماماً فی المعارف وسیداً ❊ فمن قال
بالاشفاع کان مشرکاً ❊ ومن قال بالافراد
کان موحداً ❊ فایاک والتشبیه ان کنت
ثانیاً ❊ وایاک والتنزیه ان کنت مفرداً
فما[1] انت هو بل انت هو وتراه ❊ فی عین الامور
مسرحاً ومقیداً - وکسیکه باستیلاے وحدت
مرتبه خلق را محو سازد مغلوب الحال است ومغلوب
معذور وغلبه حال بر علم صاحب حال نوعے از نقصان
است وکسیکه رویت خلق اورا از مشاهدهٔ حق ساتر شود
محجوب است وکسیکه بمجرد علم وحدت یا بتوہم حظوظ
آن علم مرتبهٔ خلق را بهم دارد چنانچه اکثر درین وقت بوجه
قرب قیامت یافته میشود الا ماشاء الله ملحد وزندیق
است نعوذ بالله منه - باید دانست که حصول مرتبهٔ
کمال عرفان منوط بکمال اتباع سرور کائنات است

عارفین ومحققین کامل کی دید ہی حضرت شیخ اکبر اپنی
کتاب فصوص کے فص نوحی مین فرماتے ہین ؎
کہ پس اگر تو تنزیہ صرف کا قائل ہوگا تو حق کو مقید
کریگا اور اگر تشبیہ محض کا قائل ہوگا تو حق کو محدود
کریگا اور اگر ان دونون باتون یعنی تنزیہ وتشبیہ کا
قائل ہوگا تو راہ راست پر چلیگا - اور معارف مین
پیشوا و سردار ہوگا پس قائل اشفاع یعنی دوئی
مشرک ہوا - اور قائل افراد یعنی یکتائی موحد - لہذا
تشبیہ محض سے بچ کر دوئی کا قائل ہے - اسیطرح
تنزیہ صرف سے بچ اگر توحید کا قائل کیونکہ تو وہ نہین ہے
بلکہ تو وہ ہے اور تو اسکو عین اشیا مین مطلق ومقید یکجا دیکھ
اور جو شخص بغلبۂ وحدت خلق کو محو کر دے وہ مغلوب الحال
اور مغلوب معذور ہے غلبۂ حال صاحب حال کو علم پر
نقص ہے اور جسکو رویت خلق مشاہدۂ حق سے حاجب ہو
وہ محجوب ہے اور جو شخص بمجرد علم وحدت یا بتوہم حظوظ
اس علم کے مرتبۂ خلق اٹھا دے جیسا کہ بیشتر اس زمانہ
مین بوجہ قرب قیامت پایا جاتا ہے الا ماشاء اللہ
وہ ملحد وزندیق ہے نعوذ باللہ منہ - مرتبۂ کمال عرفان حصول
متابعت نبوی صلعم پر موقوف ہے -

[1] فما انت هو الخ یعنی بسبب تیرے مقید وممکن ومحتاج ہونے کے اسکی طرف تو حق نہین ہے تو اس اعتبار سے تو غیر حق ہے اور اس اعتبار سے کہ تیری ہویت عین ہویت حق ہے تو حق ہے اور حق اشیا مین ایک وجہ سے مطلق ہے اور ایک وجہ سے مقید یعنی بوجہ باطن اشیا کے مطلق اور باعتبار تعینات اور ظاہر کے مقید ۱۲ مترجم

پس عارفے کہ اتباعِ شریعت غرا در وے بیشتر عرفانِ او کامل تر محال است سعدی کہ راہِ صفاؔ توان رفت جز در پئے مصطفیٰ حضرتِ انبیا ہمہ با بدو ہدایت عرفان اند و سرورِ انبیا بدرِ کامل است و ہر ولی بر قدمِ یکے از انبیا است صلوات اللہ علیہم اجمعین و کسیکہ بر قدمِ سید الانبیا است او سید الاولیا است مثل سید الشرفا محبوبِ سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لہٰذا میفرماید

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ و نیز در قصیدۂ غوثیہ فرمودہ و کل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال - و از نیست کہ سلوک و شہود اعظم در جمیع ازمنہ و احوال حفظ احکام شریعت و مشاہدہ اسرار حقیقت نظیر نداشت و بوجہ ہمین جامعیتِ کلیۂ ظاہری و باطنی بعد از امام حسن عسکری علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام منصبِ ولایتِ کبریٰ بوے رضی اللہ عنہ بخشیدند و فیوض و برکاتِ کارخانۂ ولایت از جنابِ الٰہی اول بروے رضی اللہ عنہ نازل میشوند و از انجا قسمت شدہ حسب استعداد و بہر یک از اولیا میرسد و کسے را بے توسطِ او فیضے نمیرسد و کسے از مرادان بے واسطۂ او درجۂ ولایت نمی یابد اقطاب جزوی و ابدال و اوتاد و نجبا و نقبا و جمیع اقسام اولیاء خدا بوے محتاج اند

و لہٰذا این بیت ترنم فرمودہ افلت شموس

الاولین و شمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

جس عارف مین اتباعِ شریعت زائد ہوگا اسکا عرفان بھی کامل ہوگا[ل] محال ہے سعدی کہ راہِ صفا الخ۔ حضرات انبیا علیہم السلام ہدایت و عرفان کے ستارے ہین اور حضرت سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بدرِ کامل ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے جو شخص حضرت سید الانبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم پر ہو وہ سید الاولیا ہے جیسے سید الشرفا محبوب سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی

رضی اللہ عنہ اسی لئے یہ آپکا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے نیز قصیدہ غوثیہ مین فرماتے ہین

کہ ہر ولی کے لئے قدم ہے اور مین بر قدم نبوی صلعم بدر کامل ہون اسی لئے آپکا سلوک و شہود احکامِ شریعت کی پابندی اور اسرار حقیقت کی مشاہدہ مین کل زمانون سے بے نظیر ہے اور اسی جامعیت کلیہ ظاہری و باطنی کیوجہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپکو منصبِ ولایتِ کبریٰ بخشا گیا حضرت حق سے فیوض و برکات اولاً آپ پر نازل ہوتے ہین پھر آپکے ہاتھ سے تقسیم ہوکر حسب استعداد ہر ولی کو پہنچتے ہین کسیکو بغیر آپکے ذریعہ کے کوئی فیض نہین ملتا اور نہ کوئی بے آپکے واسطے کے درجہ ولایت پاتا ہے اقطاب جزوی اور ابدال اوتاد و نجبا و نقبا غرضکہ کل اولیاء اللہ

آپکے محتاج ہین اسی لئے آپنے فرمایا کہ اگلون کے آفتاب

ڈوب گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ کو بلند افق پر ہے جو کبھی ڈوبنے کا

[ل] یعنی [illegible] کی راہ چلنا بجز متابعت مصطفیٰ کے [illegible] ہے ۱۲ مترجم

ازینست نتیجه جامعیت ظاهری و باطنی است عملی
الوجه الاتم والاکمل بدانکه ظاهر و باطن نیز از اسمای
حق اند و نیز ظاهر و باطن یعنی اضافی اند چیزے راکه
ظاهر خواهد بود هم باطن خواهد بود و ممکن نیست تصور
یکے بدون دیگرے پس احکام ظاهر مظاهر اسم ظاهر اند
و عوام و خواص بآن مکلف اند و باطن شریعت احکام
طریقت است که از لوازم مظاهر اسم باطن است بوجه
بطون و تفاوت استعداد بنی آدم و عامه خلائق بآن
مکلف نیستند و ازین است که مسئله وحدت وجود را
از مهمات ایمانی نه پنداشته اند و از تمهید این مقدمه
واضح گردید که هرجا که ظاهر شریعت مفقود و باطن شریعت
هم معدوم و ازینجا است که خلاف پیمبر کسے ره گزید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید. زیاده اظهار این مسئله
وحدت وجود و دیگر حقائق توحید و تجرید و تفرید اکثر عوام
در الحاد و زندقه مے اندازد و مورث بیقیدی میگردد بلکه
سالک مبتدی هم مضر است که از کار یکلی باز میدارد
چنانچه حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی در شرح رساله
مکیه از محتسب عارفان شیخ قوام الدین قدس سره نقل
میفرماید که بعضے مخالفت طریقت در ارشاد کشاده اند
و بطریق تعمیم هر متعلم را که متوجه ایشان میشود.

یہ سب جامعیت کاملہ ظاہری و باطنی کا نتیجہ ہے
جاننا چاہئے کہ ظاہر و باطن بھی اسمائے حق ہیں
نیز ظاہر و باطن یعنی اضافی ہیں جس چیز کا ظاہر ہوگا
اُسکا باطن بھی ہوگا اور ایک کا تصور بلا دوسرے کے
ممکن نہیں احکام ظاہر اسم ظاہر کے مظاہر ہیں اور
عوام و خواص اُس سے مکلف ہیں اور باطن شریعت
احکام طریقت ہیں جو مظاہر اسم باطن کے لوازم
ہیں اور بسبب بطون و فرق استعداد بنی آدم عام
خلائق اُس سے مکلف نہیں اسی لئے مسئلہ وحدت وجود
مہمات ایمانی سے نہیں سمجھا جاتا اس مقدمہ کی تمہید سے
یہ امر واضح ہوگیا کہ جہاں کہیں ظاہر شریعت مفقود ہے وہاں باطن شریعت
بھی معدوم ہے۔ خلاف پیمبر کسے رہ گزید الخ[له] زیادہ
اس مسئلہ وحدت وجود اور حقائق توحید
و تجرید و تفرید کا اظہار اکثر عوام کو الحاد و زندقہ میں
مبتلا کرکے بے قید کر دیتا ہے بلکہ سالک مبتدی کو
بھی مضر ہے کہ بالکل بیکار کر دیتا ہے چنانچہ
حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی شرح رسالہ مکیہ میں
محتسب عارفین شیخ قوام الدین قدس سرہ سے
نقل کرکے کہتے ہیں کہ بعضوں نے مخالف طریقت تلقین و
ارشاد کا دروازہ کھولدیا ہے اور عموماً ہر متعلم کو جو انکی طرف متوجہ ہو

له یعنی جو شخص رسول کے خلاف راستہ چلیگا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہ پہنچے گا ۱۲۔

بہ ترکِ علم تحریص میکنند آن مسکین در ہدایت حال
نہ مقام ابرار گرفتہ و نہ مقام سالکان مقرب یافتہ
ترکِ علم در حقِ اینچنین کس ہمہ دلالت در شہوات لیس در
جہالت کشادن است نعوذ باللہ از بلا ہے دیگر اینکہ قبل
استقامت فی اللہ بہ مرید آن ذکر النفی وجود غیر و فنا
فی اللہ و تجرید التوحید تلقین میکنند و در ہدایت حال
ہمین سالکین مذبذبین کہ ہنوز از مقام ابرار خبر ندارند
ارشاد و ذکر در ضلالت و گمراہی مے افگنند و از کار
بکلی از سیار دو جائے دیگر فرماید کہ اے درویش محک
معیار اینکار کتاب و سنت و سیرت سلف ہست
و جائے دیگر میفرماید کہ در خزانہ جلالی مسطور است
سید السادات سید جلال بخاری فرمود یکے از علامات
قیامت آنست کہ علما فاسق گردند و صوفیان جاہل
اعاذنا اللہ من ذلک اے عزیز این روز ہمان
روز است کہ صوفیان بمعاینہ دیدہ میشوند کہ بے علم
و بے تربیت طریقہا و روشہائے نو پیدا کنند و تلقین ذکر
چنانچہ مسلسل از مصطفی صلعم در کتب صوفیہ مے آید
میگذارند و بہ سبب معتقد گردانیدن خلقے را بر گونہ دیگر
پیدا کنند و عوام الناس را در حیرت انداختہ و گمراہ ساختہ
دور انداختند و بعضے شنیدیم کہ ہوائے کہ درمیانِ آسمان
و زمین ہست طالبانِ خدا را بمعاینہ آن بدارند

ترکِ علم کی رغبت دلاتے ہین وہ بیچارہ اپنی شروع
حالت ہین نہ ابرار ہوتا ہی نہ سالکِ مقرب ایسے
شخص سے ترکِ علم کرانا چاہیے مگر اُسکا دربند کرنا اور جہل کا
دروازہ کھولدینا ہی پھر دوسری بلا یہ ہی کہ قبل درستی
توحید مریدین کو نفی وجود غیر اور فنا فی اللہ و تجرید توحید
کی تلقین کرتے ہین اور شروع ہی مین ان سالکون کو
مذبذبین کو جو ہنوز مقام ابرار سے بیخبر ہین یہ ارشاد و
تلقین ضلالت گمراہی مین مبتلا کرکے بالکل بیکار
کردیتا ہی - پھر دوسری جگہ فرماتے ہین کہ اے درویش
اس کام کا معیار کتاب و سنت و سیرت سلف ہی
ایک جگہ لکھتے ہین کہ خزانہ جلالی مین مرقوم ہی کہ حضرت
سید جلال بخاری قدس سرہ نے فرمایا کہ علامات قیامت سے
ایک یہ بھی علامت ہی کہ علما فاسق و صوفی جاہل
ہوجائینگے خدا پناہ مین رکھے آج کل وہی زمانہ ہے
برابر صوفیہ کا یہی حال دیکھا جاتا ہی کہ بے علم و بے تربیت
نئے نئے طریقے و روشین ایجاد کرتے اور تلقین ذکر
جو مسلسل آنحضرت صلعم سے کتب مین چلی آتی ہے
چھوڑتے جاتے ہین اور خلق اللہ کو معتقد بنانے کی
نئی ترکیبین کرکے عوام کو متحیر و گمراہ کرتے ہین سنتے
بعض کی نسبت سنا ہی کہ وہ طالبینِ حق کو اُس ہوا سے
معائنہ کا جو مابین زمین و آسمان ہی حکم کرتے

وآنرا تمثیل بذاتِ خدا کنند وطایفہ کہ ہم درین معاینہ
نباید آنرا واصل خدا گویند ایسے ضلالت نزہی بطلان
تاب اللہ علیہم سیس درویشان و متعصب عارفان
شیخ قوام الحق والدین میفرماید سہ نادیدہ رخ دوست
مزن لافِ تجلی ٭ پرتو نبود عین تو این نکتہ نگہدارد ٭
بے پرتو نورِ شش حسن و جمالش نتوان دید ٭ بی تابشِ رخ
نتوان دید رخ یار۔ انتہیٰ فتامل وانصف
ولا تکن من المتعصبین باقی ماند جواب تفریع
از کسو تیکہ معنی بقرا است آنہم از جوابہا سے سابق
مستفاد میشود ولا باس بالتصریح حضرات انبیا
مظاہر امہات اسماءِ حق اند مخلوق اند از اسماءِ ذاتیہ
ارواح حضرات انبیا ارواح کلیہ اند۔
قال المحقق القیصری اعلم انہ قد مر فی
ما تقدم ان الوجود حقیقۃ واحدۃ
لا تعدد فیہا ولا تکثر و یتعدد بحسب التعینات
والتجلیات فیتکثر و یصیر ارواحا واجساما
و معانی روحانیۃ واعراضا جسمانیۃ
والارواح منہا کلیۃ و جزئیۃ فارواح الانبیاء

اور اسکی ذات حق سے مثال دیتے ہیں جو طایفہ
ایسا کچھ دیکھنے لگتا ہے اسکو واصل بحق کہتے ہیں۔
افسوس خدا انپر رحم کرے متعصب عارفین حضرت
شیخ قوام الدین فرماتے ہیں سہ نادیدہ رخ دوست
مزن لافِ تجلی الخ غور کرکے انصاف کرو اور متعصب
نہ بنو باقی رہا جواب اس تفریع کا جو لباس معنوی
خالی ہونے ہی پہلے جوابوں سے پیدا ہوتا ہے
مگر اسکی تصریح میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
حضرات انبیا علیہم السلام امہات اسماءِ حق کے
مظاہر ہیں اور انکے اسمائے ذاتیہ سے مخلوق
انکی ارواح ارواح کلیہ ہیں۔ محقق قیصری لکھتے ہیں
کہ یہ امر مقدمات میں بیان ہو چکا کہ وجود
حقیقت واحدہ ہے جس میں تعدد و تکثر
نہیں بحسب تعینات و تجلیات وہ متعدد
ہوکر متکثر ہوتا ہے اور ارواح و اجسام و معانی
روحانیہ و اعراض جسمانیہ ہو جاتا ہے اور
ارواح کلی بھی ہیں اور جزئی بھی حضرات
انبیاء

لہ یعنی بغیر خدا کو دیکھے تجلی کی ڈینگیں نہ ہانکو یہ یاد رکھو کہ تمہارا سایہ تمہارا عین نہیں ہو سکتا اسکا حسن و جمال بغیر اسکے چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن نہیں نہ اسکا چہرہ بغیر اس چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن ہے یعنی ذاتِ حقیقی کی یافت اُن فرات سے ہے بغیر سری مشیو۔ [illegible]
سلہ تفریع کسی چیز سے فرع نکالنا ۱۲ مترجم سلہ امہات اسماء سے اسماء سبعہ ذاتیہ مراد ہیں جو یہ ہیں۔ حی
عالم مرید قدیر سمیع بصیر کلیم انہیں کو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہیں ۱۲ مترجم

علیہم السلام ارواح کلیۃ تشتمل کل روح
منہا علی ارواح من یدخل فی حکمۃ ولیواؤ
فی امتہ کما ان الاسماء الجزئیۃ داخلۃ
فی الاسماء الکلیۃ علی ما بینا فی فصوص الاسما
الالٰہی و باید دانست کہ حضرات رسل و انبیا متبوع اند
و حضرات اولیا تابع والتابع لا یدرک المتبوع
ابدا فیما ہو تابع لہ و نیز ظاہر است کہ در رسول
سہ مرتبہ جمع شدہ رسالت و نبوت و ولایت
و در نبی دو مرتبہ نبوت و ولایت و در ولی یک مرتبہ
یعنی ولایت پس رسول کہ جامع ہر سہ مراتب است
از نبی افضل است و نبی کہ جامع مرتبتین است از ولی
افضل است ہذا واللہ ہو الولی الحمید
والصلوۃ علی حبیبہ صاحب المقام
المحمود اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا
اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا
اجتنابہ

مسئلہ یازدہم چیست معنی قول الآن
کما کان وانچہ در اکثر ادعیہ وارد شدہ کہ سبحان
من لا یتغیر بذاتہ ولا صفاتہ بحدوث
الاکوان ومن عرف نفسہ فقد عرف
ربہ الجواب ظہور مخلوقات و نسبت آنہا

علیہم السلام کی روحیں کلی ہیں اور انہیں سے ہر روح
چند روحوں کو جو انکے حکم میں ہوتی ہیں اور انکی
امت میں ہونگی شامل ہوتی ہیں جسطرح کہ اسمائے
جزئیہ اسمائے کلیہ میں داخل ہیں جیسا کہ ہمنے فصوص الاسما
میں بیان کیا انتہی حضرات انبیا و رسل متبوع اور
حضرات اولیا انکے تابع ہیں اور تابع متبوع کو جس
چیز میں کہ وہ اسکا تابع ہے کبھی پا نہیں سکتا اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ رسول میں تین مرتبے جمع ہوے رسالت
و نبوت و ولایت اور نبی میں دو مرتبے نبوت
و ولایت اور ولی میں ایک مرتبہ یعنی ولایت
لہذا رسول جو تینوں مرتبونکا جامع ہے نبی سے افضل ہے
اور نبی جو دو مرتبونکا جامع ہے ولی سے افضل ہے اسکو
یاد رکھنا چاہیے اور اللہ ولی حمید ہے اور درود اسکے
حبیب صاحب مقام محمود پر یا الٰہی ہمکو حق بات
حق دکھلا اور اسکی پیروی کی ہمت دے اور امر باطل کو
باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔

گیارہواں مسئلہ اس قول کے کیا معنی ہیں
کہ (حق) اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا اور یہ جو اکثر
دعاؤں میں وارد ہے کہ پاک ہے وہ ذات جسکی ذات و صفات
میں مخلوقات کے ظہور سے کوئی تغیر نہیں پیدا ہوا اور جسنے اپنے نفس کو
پہچانا اسنے اپنے پروردگار کو پہچانا اسکا کیا مطلب ہے جواب مخلوقات کا
ظہور اور انکی نسبت۔

باقی چون نسبت واحد است با عدد و واحد
نیست که مقدار است معین دارد و صفات لازمه
لازمه چون ترکیب با امثال خود گیرد عدد دیگر
منعقد شود مثلاً عشرون که مرکب از بیست
احاد است و عشرے نزد او دیگر مراتب عدد پیش
واحد در حقیقت متعین با اینهمه تقلب و تصرف
... و صدائی و حیثیت عددی موجود است
پس درست آمد معنی الآن کما کان لیکن
فرق میان عدد و حقیقت واجبه اینقدر است
که او بعد تخلف این اوصاف گو آن تخلف فرضی
بود معدوم نمیگردد و بقدامت قدیمه خود باز نما
و این عدد بعد شکستن حد صفت لازمه خود
معدوم میگردد والله اعلم و معنی قول من عرف
نفسه بدینگونه است که انسان را بوجهے آفریده اند
که خود و خود را هم دریابد و این از آن صورت بندد
که در زمین استعداد او اولاً درختے از عشق بروید
و بسبب او فیوض غیبی درود یابد و آتش تجلی
الٰهی درگیرد آنگاه هیزم خواص بشریت از و سوخته
و خاکستر گردند و در عین سوختگی خواه بعد آن نفس
این را که عبارت از بقاے علم تعین جزئی خود است
بتجلیات قدسیه بقاے دهند و بعد از آن از آنهم

حق کے ساتھ ویسی ہے جیسے ایک کی نسبت
اعداد کے ساتھ واحد ایک عدد ہی جو مقدار معین
اور صفات لازمی رکھتا ہے اور جب وہ اپنی
امثال سے مرکب ہوتا ہے تو اس ترکیب سے
دوسرا عدد منعقد ہوتا ہے جیسے بیس کہ بیس اکائیوں کا
مرکب ہی اسیطرح اور مراتب عدد پیش واحد
درحقیقت متعین ہین با اینہمہ تقلب و تصرفات کے
وحیثیت عددی کی صورت سے موجود ہی لہذا
الآن کما کان کے معنی درست آئے مگر عدد
اور حقیقت واجبہ مین یہ فرق ہی کہ وہ ان اوصاف
کے چھوٹ جانے سے گو وہ چھوٹ جانا فرضی ہو
معدوم نہین ہوتا اپنی قدامت قدیمہ پر رہتا ہی
اور یہ عدد اپنی حد صفت لازمہ کے ٹوٹنے کے بعد
معدوم ہو جاتا ہی واللہ اعلم۔ اور من عرف نفسہ کے
معنی اس طور پر ہین کہ انسان کو ایسا پیدا کیا ہی کہ وہ
اپنی ہی معرفت حاصل کرے یہ اسطرح ہو سکتا ہی
کہ پہلے اپنی زمین استعداد مین عشق کا درخت پیدا کرے
اسکی وجہ سے فیوض غیبی کا ورود ہو اور اسمین تجلی الٰہی کی
لپٹ لگجائے اور اسکی خواص بشریت جلکر خاک ہو جائیں
دوران سوختگی مین خواہ اسکے بعد اسکی نفس سے اپنی تعین جزئی کو
بقائے علم مراد ہی تجلیات قدسیہ سے بقا عطا کرین پھر اسمین

ترقی کند و علم او بعلم الٰہی بواسطۂ حصول رابطۂ ذاتی
حقیقی مستہلک گردد این را وصلِ عریانی گویند و
ازینجا حافظ میفرماید سه رازِ درونِ پردہ ز رندان[1]
مست پرس ٭ کین حال نیست صوفیِ عالی مقام را
یعنی تا دخول در مدارجِ اطلاق میسر نگردد و رسیدن
باطلاق صورت نہ بندد و صوفی عبارت از مرتبۂ
بقا بصفاتِ الٰہی است کہ دران مرتبہ از صفاتِ
بشری سالک بری میگردد و مراد از عشق اینجا ذاتِ
ازلیہ است کہ در نفوس بمقتضاے بدایتِ ذات
جل جلالہ مکنون است نہ آن عشق کہ منتہاے آن
سویداے قلب است چہ قلب درین مرتبہ بالکلیہ
نیست و نابود است و حدیث کنت سمعہ
و بصرہ نیز ازین مقام فناے بحت است و
بقا بصفات الٰہیہ حقا کہ این چنین کس را نگین ساختن
طالبان بہ صبغۃ اللہ و طرفۃ العین بمرتبہ کمال
حاصل است حق سبحانہ ببرکت انفاس متبرکہ
بزرگان بہرہ کافی ازین مقام نصیبِ این احقر
گرداند قد تم بعون اللہ الملک الاکبر - فقط

ترقی کرے - اور اُسکو رابطۂ ذاتی حقیقی ایسا حاصل
ہو کہ اُسکا علم علمِ الٰہی مین اس رابطہ کے ذریعہ سے
کھپ جاۓ اِسی کو وصلِ عریان کہتے ہین یہین سے
حافظ فرماتے ہین سه رازِ درونِ پردہ ز رندانِ[1] مست
پرس - جبتک مدارجِ اطلاق مین گذر میسر نہوگا
اطلاق مین پہنچنا ممکن نہین اور صوفی وہ ہے جو اپنی صفات
بشری سے بری ہوکر بصفاتِ الٰہی باقی ہو اور
عشق سے مراد یہان ذاتِ ازلی ہے جو نفوس
مین بمقتضاے بدایتِ ذاتِ حق جل جلالہ پوشیدہ
ہے نہ وہ عشق جسکا منشا سویداے قلب ہے
کیونکہ قلب اس مرتبہ مین بالکل نیست و نابود ہے
حدیث کنت[2] سمعہ و بصرہ بھی اسی مقام
فناے بحت و بقا بصفاتِ الٰہیہ سے ہے -
بیشک ایسا شخص طالبین کو خدا کے رنگ مین
ایک لمحہ مین رنگ سکتا ہے - حق سبحانہ ببرکت
انفاس متبرکہ بزرگان دین یہ مقام مجھ
احقر کو بھی نصیب کرے - یہ رسالہ
بحمد الٰہی ختم ہوا - فقط

[1] یعنی پردہ کے اندر کا حال رندانِ مست سے پوچھو - کیونکہ یہ حال صوفی عالی مقام کو حاصل نہین ہے ۱۲ مترجم

[2] مین اُسکی سماعت و بصارت ہو جاتا ہون ۱۲

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۹	ازاینجا	ازانجا	۴۶	۴	مجدووآ	مجدداً
۵	۱۵	ما	با	=	۲ ح	از	اور
۱۰	۱۵	صفامین	صفات باین	=	۳ ح	بہ	بربہ
۱۶	۳	جنہوں	جنہوں نے	۴۷	۶	الدن	الدین
۱۹	۴	کا	کی	۴۹	۹	از	باز
۱۹	۹	ری	وہی	=	۱۱	خامت	خدمت
۲۱	۱۶	اسلئے	اور اسلئے	=	۱۵	وز	روز
۲۳	۴	انذا	لہذا	=	۱۶	طاقا	طرقہا
=	۶ ترجمہ	جنت	جنت	=	۱۸	برسے	برائے
۲۶	۱۸	سطر	مطہر	=	۱۹	ندو	ور
				=	=	از	از
۲۷	۲۱ ح	ایکم وہو	مایکم وجود	=	۲۰	بعضہ	بعضے را
=	=	آپ	اپنے	۵۱	۳ ترجمہ	اسد	اسرار
۲۹	۹	بن	منتہی				
۳۵	۱۸	۰	و				
۳۷	۳ ترجمہ	م	مم				
=	۳ ح	سدا	لہذا				
۳۹	۱۵	ہردو عالم	ہر عالم				
۴۲	۱۳ ترجمہ	الواحدین	الموحدین				

تازہ بشارت

درۃ البیضا فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا۔ اُردو۔ در بیان تحقیق مہر فاطمی و دیگر مسائل متعلقہ نکاح مع حالات ازواج مطہرات و بنات طیبات از حضرت مؤلف کتاب ہذا قیمت [illegible]

احسن الافادہ لارباب الارادۃ۔ اُردو۔ مسئلہ بیعت زوجہ بازوج کے متعلق تحقیق۔ از حضرت مؤلف کتاب ہذا۔ .... قیمت [illegible]

جواہر المعارف۔ یعنی مکتوبات فارسی و اُردو حضرت مؤلف کتاب ہذا مرتبہ جناب مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ۔ .... قیمت [illegible]

نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ۔ اُردو۔ در حالات حضرات قلندران عظام قدست اسرارہم۔ قیمت قسم اول [illegible]، قسم دوم .... [illegible]

تحفۂ لطف انیہ۔ از حضرت مخدوم شیخ بھیکا کاکوروی مع ترجمہ اُردو از جناب مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ .... قیمت [illegible]

مصباح التعرف لارباب التصوف۔ اُردو۔ در بیان اصطلاحات حضرات صوفیہ۔ مؤلفہ جناب مولوی حافظ محمد علی حیدر صاحب سلمہ۔

قیمت قسم اول کاغذ سفید [illegible]، قسم دوم بادامی .... [illegible]

الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مع ترجمہ نور الرقیم و شرح مسمّٰی فیض الکریم و مقدمہ موسومہ بہ کنز العظیم اُردو۔ اصل از حضرت سید عبد الکریم جیلی و ترجمہ از مولوی محمد تقی حیدر صاحب کاکوروی و شرح و مقدمہ از جناب منشی محمد تاج الدین صاحب [illegible] .... [illegible]